ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

الشعراء تلامیذ الرحمٰن

زرِ بلیغ

سنہ ۱۳۴۹ ہجری

الحمد للہ تازہ کلام مہر نیر سمائے عرفان غواص محیط ذخار
ایقان حضرت مولانا حافظ محمد ممتاز الرحمٰن بدنام
عرف عبید اللہ شاہ چشتی صابری قادری
امروہوی دامت برکاتہم ولازالت افاداتہم

اعلیٰ پریس حوض قاضی دہلی میں چھپی

اور

محلہ حقانی امروہہ ضلع مراداباد سے شائع ہوئی

ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا
الشعراء تلامیذ الرحمٰن

زرقِ بلیغ

سنہ ۱۳۴۹ ہجری

الحمد للہ تازہ کلام مہرنیر سمائے عرفان غواص محیط ذخار
ایقان حضرت مولانا حافظ محمد ممتاز الرحمٰن بدنام
عرف عبید اللہ شاہ چشتی صابری قادری
امروہوی دامت برکاتہم ولا زالت افاداتہم

اعلیٰ پریس حوض قاضی دہلی میں چھپی
اور
مطبع قریشی امروہہ ضلع مراد آباد سے شائع ہوا

اِلتماس

حضرات ناظرین یہ جو کچھ آپ کے زیر ملاحظہ ہے محض تفریحًا اور شوقیہ لکھا گیا ہے صلہ کی آرزو ستائش کی تمنّا قواعد وضوابط عروض کی پابندی اور اصلاح ونظر ثانی سے مستغنی ومحروم قلم برداشتہ لکھا گیا ہے لہذا کوئی صاحب تنقید وتنقیص کی طرف توجہ مبذول فرماکر اپنا وقت عزیز ضائع نہ فرماویں۔ شاعری زبان آوری سے دور دل بہلانا مقصود ہے۔ مگر خالی بکواس بھی نہیں البتہ نظر غائر کی ضرورت ہے۔ ورنہ کور چشم پیرس ولندن کا گلی کوچہ دیکھ کر کیا نتیجہ حاصل کرسکتا ہے۔

بدنام امروہوی

ملنے کا پتہ امروہہ۔ محلہ قریشی یا مجیٹھ ضلع امرت سر

حافظ ممتاز الرحمٰن عرف عبید اللہ شاہ

حافظ ممتاز الرحمان عرف عبداللہ شاہ بد نام امروہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اگر حمدِ خدا لکھنے پہ مائل ہو قلم میرا
کھلیں رازِ دلی ظاہر ہوا اعجازِ رقم میرا

الستُ کی صدا سے مست ہوں روزِ ازل سے میں
بَلیٰ کے وِرد سے دل شاد ہے یوں دمبدم میرا

اثر کیونکر گناہوں کی سزا کا ہو مرے دل پر
خدا فرمائے جب بندہ پہ ہے لطف و کرم میرا

اسی تفتیش میں رہتا ہے تو میں صاف بتلادوں
مدینہ زاہدِ نافہم ہے بیت الصّنم میرا

اُسی قیوم و قادر پر بھروسہ ہے مجھے ہر دم
ہوا ہے اور نہ ہو گا کام فکرِ بیش و کم میرا

ابھی کچھ بھی نہیں بےفائدہ ہے اتنی حیرانی
عزیزو دیکھنا محشر میں تم جاہ و حشم میرا

امیرِ ملکِ استقلال خالق نے بنایا ہے
رہِ الفت میں رہتا ہے یوں ہی ثابت قدم میرا

اس اُلجھن میں پڑے ہیں زاہد و صوفی غضب دیکھو
پڑا ہے کیسا جھگڑے میں وجود اُس کا عدم میرا

ادا ہو کس زباں سے شکر اُس وہّاب کا جس نے
غنا سے عیش سے راحت سے بدلا رنج و غم میرا

الٰہی ہو محمد مصطفےٰ پہ نام کے لب پر
یہی ہو میرے مولیٰ بس وظیفہ مرتے دم میرا

احمدِ مرسل رسول اللہ کا
فخرِ نبیوںؑ کا قبول اللہ کا

اُمّتِ عاصی کی بخشش کے لئے
حشر میں ہوگا رسول اللہ کا

اُمّتِ حضرت پہ ہو تم مہرباں
ہو کرم تم پر قبول اللہ کا

اِتنا فرماتے ہی بس یہ جھک گیا
بندۂ ظالم اور جہول اللہ کا

اُس امانت کو اُٹھایا شوق سے
ہوگیا مطلب حصول اللہ کا

آہ اکثر آج یوں کہنے لگے
نام ہے لیتا فضول اللہ کا

اس خیال خام سے تو درگذر
ہے محال اے دل حلول اللہ کا

آہ وہ کہتے ہیں مجھ سے باربار
تو ہے اک بندہ حمول اللہ کا

اوّل آخر ظاہر باطن ہے وہ
جانتے ہیں سب شمول اللہ کا

اُس کی حدّ و وہم سے باہر ہے ذات
عرض ہے ابدل نہ طول اللہ کا

احمدِ مرسل کا بنجا تو غلام
عشق رکھ اے بوالفضول اللہ کا

ایک اک فرمان ہے بدنام کو
جان اور دل سے قبول اللہ کا

اے قادر و صانع کون و مکاں تم خالق و رازق ہے سب کا
تھی ذات تیری کچھ اور تھا میں عاشق ہوں تیرا جب کا

اللہ و فرشتے درود پڑھیں قربان ہوں یہ روضہ احمد کے
ہے کام یہی ہر صبح و مسا خورشید و ماہ و کوکب کا

اک بات کبھی کہتے ہی نہیں ہر روز نیا چُل دیتے ہو
یہ خوب سبق تمہیں یاد ہوا ہے وصل کے وعدہ میں جب تب کا

افسوس شما میرا ظالم کیوں غیر کے ساتھ کیا تو نے
ہوں روزِ ازل سے میں شیدا دیوانہ ہوں کیا تیرا اب کا

اب مجھ کو نہیں کچھ واہ تیری تو شوق سے غیروں میں بیٹھا کر
لوٹا ہے مزا ہمنے برسوں تیری چاہ زنخ اور غبغب کا

ادنیٰ اسی یہ اُس کی عادت ہے برسوں میں اگر وہ آتا ہے
احسان ہزاروں جتاتا ہے مہماں ہو کبھی گر اک شب کا

اسراف گناہ کبیرہ ہے گر اُس پہ کبھی قابو پایا
دارین کی دولت سمجھوں گا گر بوسہ لے لیا اک لب کا

ردیف ب

اعمال کا اپنے فکر ہے کیوں محشر کا تجھے کیا کھٹکا ہے
بدنام غلام علی ہے تو ہے لطف و کرم تجھ پر رب کا

باغ سے کیوں دل لگائے عندلیب
گُل ہی کافی ہے برائے عندلیب

بھول کر بھی اب نہیں رکھتا قدم | کون سمجھے رازہائے عندلیب

بات ہی سننے نہیں دیتے مری | زور پر ہیں نالہائے عندلیب

باغباں صیاد و گلچیں کے سوا | حال دل کس کو سنائے عندلیب

باہر آیا آشیاں سے اور پھنسا | جال پھیلے ہیں برائے عندلیب

بے تکلف ہو گیا گل باغ میں | لطف صحبت اب اُٹھائے عندلیب

برق گرم جستجو جب ہو تو پھر | آشیاں کیونکر بنائے عندلیب

باندھ کر پر چھوڑ دو تم باغ میں | ہے یہی کافی سزائے عندلیب

بستیاں ویران ہوئیں گلشن جلے | کھا گئی دُنیا کو ہائے عندلیب

بیقراری بڑھ گئی دل کی مرے | سُنتے سُنتے نغمہائے عندلیب

بحرِ اسود بحرِ احمر بن گئے | جمع ہو کر اشکہائے عندلیب

بھا گئی دل کو مرے اے دوستو | خندۂ گل اور صدائے عندلیب

بار بار اب ذکر کیا کرتے ہیں آپ | سو دفعہ سُن لی ہے ہائے عندلیب

بس یہ اے بدنام ثابت ہو گیا
ہجر گل کا ہے قضائے عندلیب

بس گیا نظروں میں جس کی آپ کا حُسن و شباب | واقعہ ہے۔ اُس نے اپنا کھو دیا حُسن و شباب

باہر آیا سبزۂ خط وہ ملاحت اب کہاں | تھا دل رنگیں کبھی اُس شوخ کا حُسن و شباب

بستیاں ویران ہوئیں گلشن ہیں پامال خزاں | خاک میں ملتا ہے یہاں ہر ایک کا حُسن و شباب

باقی اب کیا رہ گیا تیرے مریض ہجر میں | وہ گھٹا بڑھتا گیا جوں جوں ترا حُسن و شباب

برق کی صورت کبھی اپنا دل بیتاب تھا | اس کے ہاتھوں سے بچا کس شوخ کا حُسن و شباب

بار بار اب مجھ سے یہ احسان جتلاتے ہیں وہ
بخت بد کا سب گلہ کرتے ہیں کیا اندھیر ہے
بید ھڑک دیتے ہیں گالی اُن سے جب کہتا ہوں میں

ہم نے قربان اپنا تجھ پر کر دیا حسن و شباب
یہ نہیں کہتے کہ دشمن بن گیا حسن و شباب
تم ہیں اب کیا رہ گیا رخصت ہوا حسن و شباب

بے حجابی آج ایسی ہو گئی بدنام کیوں
خوار ہے بازار میں ہر ایک کا حسن و شباب

بخت اُس کا جس کو روضہ پر بُلائے بوترابؓ
بستر غم سے نہیں دشوار کچھ اُٹھنا مرا
بس گیا روزِ ازل ہی سے میری نظروں میں وہ
بحث یہاں کرتے ہو ناحق زاہدو ہاں حشر میں
بخش دی اللہ نے جب ملک اپنی سب اُسے
بس کفایت ہے مجھے حُبِّ علیؓ آلِ علیؓ
بحرِ عرفانِ علیؓ سے اولیا سیراب ہیں
بندۂ اللہ ہوں اور جاں نثارِ پنجتنؓ
بات جو ہو گی کروں گا عرض اُس دربار میں

قسمت اُسکی ہے جسے بردہ بنائے بوترابؓ
شربتِ دیدار گر مجھکو پلائے بوترابؓ
دل سے بھاتی ہے مجھے ہر اک ادائے بوترابؓ
دیکھ لینا مجھ کو تم زیرِ لوائے بوترابؓ
کیوں نہ بگڑے کام ہر اک کے بنائے بوترابؓ
دین اور ایمان ہے میرا ولائے بوترابؓ
ہر جگہ مشہور ہے جود و سخائے بوترابؓ
کیوں نہ پھر مجھ کو غلام اپنا بنائے بوترابؓ
ہے ٹھکانا کونسا میرا سوائے بوترابؓ

بندگی بدنام میری اور عبادت ہے یہی
رات دن کرتا ہوں میں وصف و ثنائے بوترابؓ

ردیف ت

تھام کر دل اُن سے ہم نے کی تھی ساری بات چیت
تھا تحیر میں کھڑا میں اور وہ بیٹھے ہوئے
تم سے کیا مطلب ہمارا زاہدو رہنے بھی دو

کام لیکن کچھ نہ آئی وہ ہماری بات چیت
غیر سے کرتے تھے وقتِ بادہ خواری بات چیت
ہم کو سب معلوم ہے جو ہے تمہاری بات چیت

تا سحر واعظ تو کہنا رہ نہیں سُنتا کوئی
تاک کر وہ شوخ میرے دل کو لے کر چل دیا
تو ہی بتلا کیوں نہ آیا تا سحر اے دل وہ شوخ

ہم کو بس رندوں ہی کی لگتی ہے پیاری بات چیت
خاک ہی میں مل گئی غیروں کی ساری بات چیت
وصل کی طے ہو گئی جب ہم سے ساری بات چیت

تاب سُننے کی بھی اے بدنام رکھتے ہو مگر
اچھی کب لگتی ہے وقت آہ و زاری بات چیت

تمہارے ہجر میں تڑپا کیا ہوں ساری رات
تمام شب میں نہ اک دم بھی مجھ کو چین آیا
تمہارا شکوۂ فریاد ہے عبث مجھ سے
تلاش کر کے تھکی نا امید ہو کے گئی
تتبع کر نہیں سکتا ہے کوئی بھی میرا
تصنع اس لئے معلوم ہو رہا ہے تمہیں
تعجب آپ کو ناحق ہے آپ سو جائیں
تری کا نام نہیں پپڑیاں لبوں پر ہیں
تڑپنا لوٹنا سیکھا ہے برق نے دل سے
تحیر و غم و درد فراق و سوز جگر
تصدق اُنپہ کیا جان و مال و مذہب تک

خدا کو علم ہے جس طرح سے گذاری رات
زباں پہ جاری ہی میرے آہ و زاری رات
کہ ایک بات نہ تھی میری اختیاری رات
نہ آیا ہاتھ قضا کے مگر میں ساری رات
دکھائے تو کوئی رو رو کے مجھکو ساری رات
کہ تم نے دیکھی نہیں میری بیقراری رات
تڑپ تڑپ ہی کے کٹ جائیگی ہماری رات
گئی تھی کہئے تو آخر کہاں سواری رات
گھٹا کو میں نے بتائی ہے اشکباری رات
یہ خوب کرتے رہے میری غمگساری رات
ہر ایک چیز غرض اُنپہ ہم نے واری رات

تمیز خاک نہیں تم کو عشق کی بدنام
فغاں نہ چاہئے اس طرح کرنی ساری رات

ردیف ث

ثالث اغیار بنے یار عبث
مجھ سے تو کرتا ہے تکرار عبث

ثابت اب تک نہ ہوا جرم کوئی — کھینچی کیوں آپ نے تلوار عبث
ثبت عشاق میں ہے نام ترے — مجھ سے تو رہتا ہے بیزار عبث
ثانی میرا تمہیں ملنے کا نہیں — ڈھونڈھتے پھرتے ہو تم یار عبث
ثاقب اپنا دل غمدیدہ ہے — چاند بنتا ہے چمکدار عبث
ثر دکے دھوکے میں لیجاتے ہیں — اب مجھے وہ پس دیوار عبث
ثر برہ غیر بنے میں چپ ہوں — اچھی ہوتی نہیں گفتار عبث
ثروت اب مجھ کو کہاں حاصل ہے — وہ مجھے کہتے ہیں زردار عبث

ثمر عشق ملا ہے **بدنام**
نہ بنے آپ گنہگار عبث

ثبوت کرتا ہے اُلفت کا وہ تلاش عبث — نکالیں باتیں یہ اُس نے جگر خراش عبث
ثمر سمجھتے ہیں شاید اسے محبت کا — وہ ساتھ لیکے گئے میرے دل کی قاش عبث
ثبات کس کو ہے جز ذات قادر و قیوم — وہ اپنے جور کا کرتے ہیں راز فاش عبث
ثقات کی ہیں یہ ضد اور جواب دُنیا میں — خدا نے پیدا کئے کیا یہ بدمعاش عبث
ثقیل ہوتے نہ یوں زندگی کے دن مجھ پر — وہ میرے قصہ کو سن کے نہ کہتا کاش عبث
ثبوت میری شہادت کا جبکہ ہے موجود — وہ بہر غسل چلے لیکے میری لاش عبث
ثواب کچھ نہیں اور ہے ملامت دارین — ہزاروں آدمی یہاں کھیلتے ہیں تاش عبث
ثرید ملتا ہے فضل خدا سے جب مجھ کو — بتاؤ مجھ کو غرض کیا جو کھاؤں ماش عبث

ثقہ بنا ہے تو اللہ پہ توکل کر
تلاش کرتا ہے **بدنام** تو معاش عبث

ردیف ج

جلوہ گاہِ ناز ہے بیکار آج
جاں بلب ہے یاں تیرا بیمار آج

جذبۂ دل کی کشش سے آگیا
میرے پہلو میں میرا دلدار آج

جب اشارہ ہی سے مرسکتا ہوں میں
پھر دکھاتے ہو عبث تلوار آج

جی میں ہے گر مجھ سے ملنے کی تو پھر
غیر سے کر بیٹھے تکرار آج

جوشش پر ہیں دیدہ و دل ہجر میں
رنج و غم کی مجھ پہ ہے بھرمار آج

جاعِلُ فِی الْاَرض کی تفسیر ہے
خط لکھا ہے تم نے یا طومار آج

جامِ مے ساقی نے ایسا دیدیا
شاد ہیں سب بیخود و ہشیار آج

جان دے کر ہو گئے خاموش ہم
ہو گئے معشوق سب بیکار آج

جان کنی میں مبتلا بدنام ہے
کیا دکھاتے ہو اسے دیدار آج

جا رہا ہے دل ہی سے صبر و قرار آج
بیوجہ مضطرب ہوں نہیں بیقرار آج

جمگھٹ ہے تیری بزم میں اغیار کا تو پھر
کیونکر نہ دل سے تیرا اٹھے اعتبار آج

جب زندگی میں بات نہ پوچھی کبھی مری
بن کر لحد پہ آئے ہو کیوں سوگوار آج

جن کو سلیقہ کچھ نہیں ہم دیکھتے ہیں وہ
کہلاتے ہیں زمانہ میں جادو نگار آج

جس دن سے تم جدا ہوئے بیچین تھا مگر
کچھ تھوڑا تھوڑا آیا ہے دل کو قرار آج

جلوہ کسی کا دیکھنے آئے ہیں کیا سب
مسجد میں کیوں جمع ہیں یہ سب بادہ خوار آج

جیسی کسی کو نزع میں ہوتی ہے بیکلی
ایسا ہی میرے دل کو بھی ہے اضطرار آج

جانا تھا جمعہ پڑھنے کو مسجد میں شیخ جی
کیوں بتکدہ میں آگئے بے اختیار آج

جو دیکھتا ہے مجھ کو وہ کرتا ہے یہ سوال
بدنام کس کا کرتے ہو یوں انتظار آج

ردیف ح

حرم میں ہو سجدہ ادا کس طرح	یہ بُت دل سے ہونگے جُدا کس طرح
حرارت بڑھی ہے تپِ ہجر کی	نہ آئے گی مجھ کو قضا کس طرح
حکومت بُتوں پر بھی کرتا ہے کوئی	مزاج اپنا ایسا بنا کس طرح
حیا اب زن و مرد سے اُٹھ گئی	الٰہی چلی یہ ہوا کس طرح
حقیقت بھی معلوم جنّت کی پھر بھی	یہ زاہد کو دھوکہ لگا کس طرح
حقارت سے دیکھا اگر عاصیوں کو	تو بخشے گا ہم کو خُدا کس طرح
حسد ہی میں مر جاؤ گے زاہدو تم	یہ چھوڑے گی تم کو بلا کس طرح

حریص اب تو بدنام کہلائے تم بھی
کہو تو یہ چرچا چلا کس طرح

ردیف خ

خبط ہے کیا اے حریص انتساخ	سامنے آتا ہے یوم انسلاخ
خلد سے محروم رکھے گا ضرور	زاہدوں کے جسم کا یہ انتفاخ
خالقِ کل پیچھے ہر انسان کے	عشقِ خوباں کی لگائی خوب شاخ
خواب ہے اے منعمِ نافہم یہ	چھوڑ کر جائے گا سارے قصر و کاخ
خاک اُڑا لیں خوب یہاں دل کھول کر	اتنا کب ہے حشر کا میدان فراخ
خیر ہو بس ہوتا ہے دل کیلئے	تیرِ مژگاں کا تمہارے انسلاخ

خوب تم بدنام لکھ لیتے ہو شعر
ہو نہ کیسی ہی زمین سنگلاخ

ردیف د

دل میں وہ انس ہی باقی نہ رہا میر کے بعد	غیر سے اُس نے تعلق نہ رکھا میر کے بعد

دیکھ کر موقع کسی روز یہ ہے مجھ کو یقیں
قبر پر آئے گا وہ شوخ میرا میرے بعد

دل نہ خوش ہوگا تیرا اسیرِ چمن سے ہرگز
جا کے پچھتائے گی تو بادِ صبا میرے بعد

درد و غم کے تیرے اب اُن کو سُنے گا قصّے
تیرا ہمدم کوئی بلبل نہ رہا میرے بعد

دعوے کرتے تھے محبّت کے میرے جیتے جی
نام بھی تم نے تو میرا نہ لیا میرے بعد

دُنیا والوں کی محبّت کا تماشہ دیکھا
دھیان بھی میرا کسی کو نہ رہا میرے بعد

داغ ایک ایک کے دل پر ہے محبّت کا میری
سارے عالم سے اُٹھی مہر و وفا میرے بعد

داستانِ غم کی سُنائے گا کسے وہ بدنام
قیس جنگل میں اکیلا ہی رہا میرے بعد

ردیف ذ

ذلّت و خواری کی باتوں سے بھرا تھا کاغذ
کیسا اُس شوخ نے لکھ کر مجھے بھیجا کاغذ

ذکر ہی کرتے رہے میرا رقیبوں سے مگر
آپ آئے نہ کوئی آپ نے بھیجا کاغذ

ذیل میں آگئے آج اُن کے خطا کاروں کی
نام کا میرے بھی اک نکلا پُرانا کاغذ

ذہب و فضّہ کا اب فکر ہی چھوڑا سب نے
نوٹوں کا پھیلا ہے دُنیا میں کچھ ایسا کاغذ

ذوق اب زر کا حسینوں کو رہیگا کیا خاک
ہاتھ میں اُن کے جو دیدیتے ہو سَو کا کاغذ

ذنب و عصیاں ہوئے تعداد سے باہر میرے
رکھنا اعمال کا مولیٰ میرے سادا کاغذ

ذات کا تیری بھروسہ ہے مجھے اے غفار
کیسے اعمال و عمل اور کہاں کا کاغذ

ذقن یار کے بوسے میں لیا کرتا ہوں
جب سے اُس شوخ کی تصویر کا آیا کاغذ

ذم سے اور مدح سے کیا کام کسی کی مجھ کو
نعت اور حمد سے پُر کرتا ہوں سارا کاغذ

ذہن ہے حضرتِ بدنام تمہارا بھی عجیب
بھر دیئے لکھنے کو جب بیٹھے تو صدہا کاغذ

ردیف ر

روضۂ رضواں میں جاؤں کوئے جاناں چھوڑ کر
میں مدینہ کی کہاں جاتا ہوں گلیاں چھوڑ کر

رات دن رہنا ہے مجھ کو اے ستمگر کچھ بھی ہو
جائے گا کوچہ کو تیرے کوئی ناداں چھوڑ کر

رونا آج اس کا منعم دیکھنا کل تو ضرور
خاک میں مل جائیگا سب ساز و ساماں چھوڑ کر

راحتِ دارین اُلفت میں محمد کی ہے بس
ہے ٹھکانا کب کسی کا ان کا داماں چھوڑ کر

روح جب نکلی تو پھر مجبور ہر اک آدمی
سب عزیزوں کو چلا جاتا ہے گریاں چھوڑ کر

رونقِ گل اور گلشن تیرے دم سے ہے مگر
تو بھی اک دن جائیگی بلبل گلستاں چھوڑ کر

رہ گیا میں دیکھتا مقتل میں اُس سفاک کو
چل دیا وہ مجھ کو خاک و خوں میں غلطاں چھوڑ کر

رزق کا اللہ بندے کے ہوا ہے جب کفیل
کیوں نہیں پھر بیٹھتا ہے حرص انساں چھوڑ کر

رنج اور صدموں میں گذرے نا ہماری زندگی
اس لیئے آئے تھے آدمؑ باغ رضواں چھوڑ کر

رشتۂ الفت کا اے بدنام بس یہ حال ہے
چل دیئے سب قبر میں مجھ کو پریشاں چھوڑ کر

ردیف ز

زندگی ہے تیری انساں چندروز
اس جہاں میں ہے تو مہماں چندروز

زرد ہو جاتا ہے چہرہ بعد مرگ
ہے یہ ساری تیری فوں فاں چندروز

زالِ دُنیا کے نہ آنا دام میں
ہے یہ اس کا ساز و ساماں چندروز

زندگی میں اپنی ہم نے خوب کی
سیر گلزار و بیاباں چندروز

زر کو کب ہے پائداری منعمو
دیکھ لو خواب پریشاں چندروز

زعم ہے کس بات پر بلبل تجھے
کیا بھروسہ گل ہے خنداں چندروز

زینتِ دُنیا پہ کیوں ریجھا ہے تو
بے بقا ہے سب ساماں چندروز

زار و نالاں کس لئے بدنام ہو
اور ہے یہ بزمِ امکاں چندروز

ردیف س

ساتھ غیروں کے وہ نگار افسوس
ایک افسوس کیا ہزار افسوس

سجدۂ شکر ایک بھی نہ کیا
دن میں کرتے ہو لاکھ بار افسوس

سب کٹی عمر اپنی فکروں میں
نہ ملا ایک دن قرار افسوس

سخت بیرحم ہے وہ اور سفاک
نہ کیا رحم ایک بار افسوس

سسکیاں لیتے دیکھ کر مجھ کو
کیا ظالم نے بار بار افسوس

سایہ سے بھی میرے تنفر ہے
ایسا بے رحم ہے وہ یار افسوس

سرو و قمری کی داستاں غلط
بلبل و گل پہ بار بار افسوس

سن تو بدنام اُس کے کوچہ میں
نہ بنا کیوں میرا مزار افسوس

ردیف ش

شب وعدہ ہوا ہے وہ ہم آغوش
کہاں کی بیکلی اب ہے فقط جوش

شکست دل سے ہے صحرا نوردی
ہوئی مدّت کہ ہیں ہم خانہ بردوش

شگوفہ یہ کھلا ہے اور تازہ
وہ کہتے ہیں میری آتی ہے پاپوش

شراب وحدت اُس نے مجھ کو دی ہے
پڑے ہیں جس کے در پر لاکھوں مئنوش

شمیم زلفِ جاناں کر گئی مست
پڑے ہیں سارے مجنون اور ذی ہوش

شہود اپنا فنا کی پیشقدمی
وجود اپنا بقا کے دوش بردوش

شبہ کیا رکھ یقیں برباد ہو نگے
محل ہوں تیرے یا ہو خانہ خس پوش

شہ کون و مکاں کا ہے یہ دربار
یہاں بدنام کے بھی اُڑتے ہیں ہوش

ردیف ص

صبر کے بدلے اختیار کی حرص
دیکھی اس چشم اشکبار کی حرص

صاعقہ سے ہوا چمن پامال
اب کریں خاک ہم بہار کی حرص

صادر و وارد ایک ہیں دونوں
ہے عبث تاج و تاجدار کی حرص

صاف مے سے غرض تھی اور میری
نہیں دل میں مرے خمار کی حرص

صدمہ اس کا ہے اُس کو۔ دل میں میرے
اب نہیں اُس کے اور وار کی حرص

صائم الدہر کیوں بنا زاہد
کیا ہوئی خلد میں قرار کی حرص

صرف کر ڈالا جو خدا نے دیا
ہے نہیں حکم کردگار کی حرص

ردیف ض

صامت اب ہو گئے ہو کیوں بدنام
کیا نہیں دل میں اُس نگار کی حرص

ضبط کروں نالہ کیوں میری بلا کو کیا غرض
خون جگر پیا کریں اہل وفا کو کیا غرض

ضابط و مستقل مزاج عشق میں کون کون تھا
عقل کو مجھ سے کام کیا ذہن رسا کو کیا غرض

ضابطہ کب ہے عشق میں اس کا یہی طریقہ ہے
چین سے گھر بٹھائے کیوں شرم و حیا کو کیا غرض

صابر و مضطرب ہوں میں جب سے وہاں رقیب ہے
رحم کرے وہ مجھ پہ کیوں اُس کی بلا کو کیا غرض

ضاری ہے وہ ستم شعار دل کو کیا ہے شکار
مجھ کو بچائے اُس سے کیوں ایسی خدا کو کیا غرض

ضجر سے ہوں میں تنگ یہاں جب سے ہے وہاں وہ بت
آئے وہ میرے پاس کیوں اُسکی بلا کو کیا غرض

ردیف ط

ضغطہ میں جان ہے میری دیکھئے کب نجات ہو
اُس کو پیام جا کے دے ایسی صبا کو کیا غرض

طرح دُنیا کی استوار غلط
کوئی شے اس کی پائدار غلط

طور سب اُن کے ہم کو ہیں معلوم
جو کہے اُن کو دوستدار غلط

طور پر غش سے گر گئے موسیٰ
ہوش تھے اُن کے برقرار غلط

طرۂ زلف سے تیرے اے شوخ
طائرِ دل نہ ہو شکار غلط

طاعت و بندگی میں کرتا ہوں
جو کہے مجھ کو بادہ خوار غلط

طمع رکھنی کسی بشر سے فضول
ہو کوئی اپنا غمگسار غلط

طرز اُس شوخ کی نرالی ہے
گر کہو ہے وفاشعار غلط

ردیف ظ

طالب حور اور ہو بدنام
کوئی کہتا رہے ہزار غلط

ظرافت میں رہے آداب ملحوظ
ادب سے رہتی ہے عزت بھی محفوظ

ظریف اپنی طبیعت کو کریں خوش
میرا دل تو نہیں ہوتا ہے محظوظ

ظروف اچھے تو ہیں سب قاعدہ سے
مثال ظرف مے ہوں میں تو ملفوظ

ظلیل اب ہم کو جنّت میں ملے گا
رہے یہاں تو نہ ہم گرمی سے محفوظ

ظلال پنجتن ہے میرے سر پہ
رہے اے چرخ اتنا تجھ کو ملحوظ

ظہیر اپنا خدائے کن فکاں ہے
رکھے گا ہر بلا سے ہم کو محفوظ

ردیف ع

ظہورِ قدرتِ خالق تو دیکھو
کہ ہے بدنام بھی کچھ آج محظوظ

عمر بھر جلتی رہی ہے یوں ہی شمع
کس خطا میں مبتلا ہے ایسی شمع

عشق میں ثابت قدم گریہ کناں
دیکھنا جلتی رہے گی یوں ہی شمع

عریاں جلتی تھی کھڑی یوں بزم میں
کیا کہوں خاموش صبح کیوں تھی شمع

عزّت اپنی بزم میں قائم رہے
اس لئے بیکس کھڑی جلتی تھی شمع

عزم پروانہ پہ تھا کچھ رحم کا
عرصۂ محشر میں پروانے کے ساتھ

کیا زبانِ حال سے کہتی تھی شمع
بے تکلّف اور خوش خوش ہو گی شمع

ردیف غ

عالمِ بالا سے اے بدنام تم
لائے ہو بتلاؤ تو یہ کیسی شمع

غیر کے ساتھ ہاتھ میں چلتا ہے لیکے یار تیغ
غور کرے تو قتل کو کافی ہے چشمِ سرمگیں
غسل و کفن شہید کو کیا ہے ضرور دوستو
غمزے کی تیرے اک ادا کافی ہی میرے قتل کو
غرّہ عبث ہے اے بُتو حُسنِ دو روزہ پر تمہیں
غازہ ہے مُنہ پہ خون کا برق کی طرح چلتی ہے
غزوۂ بدر و حنین میں جوہر اسکے دیکھتے
غیرت و شرم جب نہ ہو خاک ہے اُسکی زندگی

میں اُس سے گر کہیں ملوں مار دے وہ نگار تیغ
پھر بھی وہ شوخ رکھتا ہے ہاتھ میں آبدار تیغ
جبکہ بوقتِ قتل تھی ننگی بدستِ یار تیغ
ہاتھ میں ہے عبث تیرے اے میرے گلعذار تیغ
ظلم ہے کس کا مستقل کس کی ہے پائدار تیغ
قتل پہ میرے رات دن ایسی ہی بیقرار تیغ
کیا کہوں تم سے دوستو کیسی تھی ذو الفقار تیغ
چاہئے اپنے حلق پر پھیرے وہ ایک بار تیغ

ردیف ف

غلبہ ہے آفرینش خلق سے ان کو اس لئے
حُسنِ بُتاں کی ہوتی ہے ہر جگہ کامگار تیغ

فائدہ کیا جاؤں ہر دم کوئے جاناں کی طرف
فرض سمجھا ہے بُتوں نے ظُلم کرنا رات دن
فقر و فاقہ میں بھی لوگوں کا وہی انداز ہے
فرق نیک و بد میں رکھا ہے خدا نے اے بُتو
فاتحہ پڑھنے چلے آتے تو کیا نقصان تھا

اب تو بہتر ہے چلوں کوہ و بیاباں کی طرف
ہاتھ ہے ان کا ہمیشہ تیغ بُرّاں کی طرف
دوڑتے ہیں شوق سے سب حُسنِ خوباں کی طرف
چشمِ عبرت بیں سے دیکھو عہد و پیماں کی طرف
آ نکلنے بھول کر گورِ غریباں کی طرف

فی زمانہ مذہب و ملت سے ہے دنیا فرنٹ ... ہر کوئی جاتا ہے آزادی کے میداں کی طرف

فلسفی اُلجھے ہوئے ہیں فلسفے کے پیچ میں ... دیکھتے بھی اب نہیں تفسیرِ قرآں کی طرف

فیر ہیں پستول کے یا بم کے گولوں کی دھمک ... ایک دُنیا جا رہی ہے رسمِ شیطاں کی طرف

فانی ہر وہ شے ہے جو موجود ہے اے غافلو ... چھوڑ دو دُنیا چلو خلاقِ دوراں کی طرف

فہم اور ادراک سے باہر ہے ذاتِ ذوالجلال ... سمت لو واجب کی تم یا جاؤ امکاں کی طرف

فیض سے بدنام کے ہر ایک شے ہے مستفید

ہاتھ ہے اُس کا ہر اک کے دست و داماں کی طرف

ردیف ق

قبر میں کیسے نہ مجھ کو جلد لیجائے فراق ... آنکھ سے میری جو مینہ اشکوں کا برسائے فراق

قصرِ جنت میں وصالِ یار کی اُمید ہے ... وہاں کسی کو بھی خدا ہرگز نہ دکھلائے فراق

قول پر قائم نہیں انساں ازل کے اس لئے ... ساتھ ساتھ اس کے رہے گا یوں ہی سودائے فراق

قائم اپنی بات پر ہیں کچھ نہیں پروا ہمیں ... آخر اک دن ختم ہو جائینگی شب ہائے فراق

قاعدہ بھی ہے کوئی جور و ستم کا اے حضور ... دل پہ میرے آفتیں ہر روز کیوں لائے فراق

قعرِ مدفن میں ہر اک جانے کو یاں تیار ہے ... کوہِ غم بیفائدہ عشاق پر ڈھائے فراق

قاتل اب مقتل میں بھی جانا نہیں کرتا پسند ... اور ہے عشاق کے لب پہ وہاں ہائے فراق

قرعہ اندازی ازل میں جب ہوئی ہر چیز پر

نام پر بدنام ہی کے آئی الیلائے فراق

ردیف ک

کبھی تو رحم بھی کر مجھ پہ اے بُتِ سفاک ... ہوا ہے جور و ستم میں تو ایسا کیوں بیباک

کسی نے ہم کو بتایا نہ آپ ہی سمجھے ... خدنگِ ناز ہے کیا اور کیا بلا فتراک

کرو تو تیغ کو عُریاں ہمارے سامنے تم ... بس ایک وار میں ہوگا ہمارا قصہ پاک

کرم کی ہم پہ نظر ہی نہ کی کبھی اور ہم
کرے گا عشقِ بتاں میں اُلجھ کے وقت خراب
کرے جو فضل تو حاصل ہو کچھ تجھے ورنہ
کب اُس کے کانوں تلک پہنچیگی کسی کی صدا
کیا ہے حال یہ اس جھوٹی عشق بازی نے

ہمیشہ دیکھتے ہیں غیر سے تمہارا تپاک
فضول کرتا ہے لے دل یہ کوشش ناپاک
خدا کے باب میں بیکار فہم اور ادراک
اُٹھا لے سر پہ کوئی چیخ چیخ کر افلاک
کسی کو بادِ فرنگ اور کسی کو ہے سوزاک

کوئی بھی لے گیا بدنام ساتھ دُنیا سے
نہیں رہیں گے یہ سارے خزانے اور املاک

ردیف گ

گرا ہوا ہے میری چشمِ خوں فشار کا رنگ
گلوں پہ چھائی ہے افسردگی خزاں کے سبب
گواہی سرو و سمن دے رہے ہیں گلشن میں
گرایا نظروں سے نرگس کو تو نے گلشن میں
گذر گیا وہ زمانہ جو تا ازل سے ہے
گواہ لاکھوں فسانے ہیں آج دُنیا کے
گرے نہ برق کہیں اس پہ میرے قتل کے بعد
گناتے کیا ہیں ہمیں آپ وصل کے احسان
گئی بھی آئیں بھی راتیں فراق کی لیکن

چڑھا ہوا ہے تیرے حُسن پر بہار کا رنگ
اُڑا ہی جاتا ہے کچھ خود بخود بہار کا رنگ
مشابہ آگ سے ہے آج کل چنار کا رنگ
اُڑا ہے دیکھ تجھے آہوئے تتار کا رنگ
خدا کے قبضہ میں ہر حُسن کی بہار کا رنگ
نہیں ہے دُنیا میں کوئی بھی اعتبار کا رنگ
ہوا سیاہ تیری تیغ آبدار کا رنگ
دکھایا تم نے ہی بھلا برسوں انتظار کا رنگ
کبھی نہ بدلا تیری زلفِ تابدار کا رنگ

گلوں کے عشق میں سب عمر کٹ گئی بدنام
بس اب تو دیکھنا باقی رہا مزار کا رنگ

ردیف ل

لگا پتہ نہ کہیں کیا ہوا ہمارا دل
کچھ ایسا باتوں میں اس شوخ نے اُبھارا دل

لیا نہ نام بھی مہر و وفا کا تم نے کبھی
خدا ہی جانے ہے کس چیز کا تمہارا دل

لبوں پہ آہ فغاں گر میرے رہی جاری
کرے گا کہئے تو کب تک اُسے گوارا دل

لحد میں چین مجھے آئے گا یہ ناممکن
بغیر یار کے کر سکتا ہے گذارا دل

لہو کا ایک بھی قطرہ نہ نکلا جب چیرا
کچھ ایسا سوکھا ترے ہجر میں ہمارا دل

لپٹ گئے وہ مجھے دیکھ کر پریشاں حال
خدا کی شان ہے پھرتا تھا مارا مارا دل

لگا نہ دل تو کسی بیوفا سے اے بدنام
وگرنہ ہاتھ سے جائیگا تیرا پیارا دل

ردیف م

مول لیتے پھرتے ہیں آزار ہم
ہے تمنا ہوں کہیں بیمار ہم

ماجرائے دل کی ہے اُس کو خبر
کیوں کریں اُس شوخ پہ اظہار ہم

موت آئی ہے ہماری کس لئے
ہوں شریک صحبت اغیار ہم

مرتے دم واللہ شادی مرگ ہو
دیکھ لیں گر آپ کا دیدار ہم

مائل روئے بتاں ہیں اس لئے
ایک سمجھے کافر و دیندار ہم

محو ہوتا دل سے گر تیرا خیال
آہ کرتے اس طرح ہر بار ہم

مت کرو ظلم و ستم ہم پر بتو
ہو گئے ہیں اب بہت لاچار ہم

مجھ سے وہ فرماتے ہیں وصل میں
آپ ہیں یا یہ سر بیکار ہم

مطلب اپنا کس طرح ہوتا بیاں
ہو گئے چپ جب وہ ہم گفتار ہم

محتسب تو پڑ گیا کس خبط میں
دیکھتے ہیں لذت آزار ہم

مستقد بدنام رہنا مرگ پہ
یہ سناتے ہیں تجھے ہر بار ہم

ردیف ن

نہ لطف آیا اُنہیں میرے بیاں میں
مزا کیا خاک غم کی داستاں میں

نصیب دشمناں وہ بھی ہیں بیمار
اثر اتنا تو ہے سوزِ نہاں میں

نتیجہ ہجر کا سوزِ درونی
پڑے ہیں سیکڑوں چھالے زباں میں

نزع تیمار داری اور نہ شکوہ
مزا کیا آئے مرگِ ناگہاں میں

نہیں ہے وصل میں ہرگز وہ لذت
مزا آتا ہے جو ہجرِ بتاں میں

نظیر اب مل نہیں سکتا ہے میرا
پھرو تم ڈھونڈتے سارے جہاں میں

نہ چڑھتا دار پہ ہرگز بھی منصور
اگر پورا اُترتا امتحاں میں

نظر آتا نہیں اسے یار کوئی
سوا تیرے مجھے کون و مکاں میں

نہ ہو ترکیب ہی جب ٹھیک بدنام
اثر کیا خاک ہو تیری فغاں میں

ردیف و

وقتِ مردن سامنے دلدار ہو
پھر کہاں میں اور کہاں وہ یار ہو

وہم تو دیکھو وہ بیٹھے دور سے
پوچھتے ہیں مجھ سے کچھ بیمار ہو

واسطہ کیا حور و غلماں سے میرا
میں ہوں اور اللہ کا دیدار ہو

واہ کیسی صاف راہِ عشق ہے
ایک جس میں سبحہ اور زنار ہو

واقعی زاہد ہے تیرا مکر و زور
کیسی جنت ۔ طالب دیدار ہو

واجب اُس پہ ہے نماز اے محتسب
جو عقیل و بالغ و ہشیار ہو

واقفِ رازِ خدائے لم یزل
وہ بنے جو محرمِ اسرار ہو

واہب و رحمٰن ہے وہ کارساز
جرم کیسا رحمتِ غفار ہو

وارد و صادر سے ہم کو بحث کیا
تخلیہ ہو ہم ہوں اور دلدار ہو

وادیٔ وحشت میں گذرے زندگی — ظلم پر گر چرخِ کجرفتار ہو
وضع کرنا شعر کا مشکل ہے کیا — ہاں قلم میں شوخیٔ رفتار ہو

ردیف	واصفِ محبوبِ حق بدنام ہے کیوں نہ زاہد اُس کا بیڑا پار ہو	ہ

ہوا پر اُڑ رہی ہے آج سب تعمیرِ میخانہ — بنی تھی کیا بگڑنے کیلئے تصویرِ میخانہ
ہزاروں دشمنِ دیں کوششیں کرتے رہیں کیا ہے — گھٹانے سے کہیں گھٹ سکتی ہے توقیرِ میخانہ
ہوا بھی جا نہیں سکتی ہے میری اندنوں وہاں تک — ہوئی ہے یا الٰہی مجھ سے کیا تقصیرِ میخانہ
ہزیمت پر ہزیمت اور مصیبت پر مصیبت ہے — عجب تجویز کی تیرے لئے تعزیرِ میخانہ
ہمارا دم قدم ہے نام ہے روشن زمانہ میں — خدا کے فضل سے ہم بن گئے ہیں پیرِ میخانہ
ہر اک میخوار اس کے نام لینے سے بھی ڈرتا ہے — ہوئی برگشتہ ایسی اندنوں تقدیرِ میخانہ

ردیف	ہوئی ہے اندنوں بدنام کی پستی سے یہ حالت کہ اُس نے کام ہی اپنا کیا تشہیرِ میخانہ	ی

یہ بھی تھی اے دوستو اک داستانِ زندگی — مختصر کر کے سُنایا ہے بیانِ زندگی
یاس ہے تیرے مریضِ ہجر سے ہر ایک کو — حیف اب بھی تجھ کو ہے اُس پر گمانِ زندگی
یاد کر کر کے مجھے رویا کرینگے غیر بھی — مٹ نہیں سکتا کبھی میرا نشانِ زندگی
یار و ہمدم کوئی بھی ساتھی نہ ہوگا بعدِ مرگ — قبر ہی ہوگی فقط اپنا مکانِ زندگی
یہ زمینِ زندگی بھی ہے تیری ناپائدار — اور حباب آسا ہے اے دل آسمانِ زندگی
یہاں بھروسہ ایک دم کا بھی نہ کرنا چاہئے — ایسا بے بنیاد ہے اے دل جہانِ زندگی
یاسمین و سنبل و نسرین پہ کیا پھولا ہے تو — سب فنا کر دے گا اک دن باغبانِ زندگی

یہ سمجھ ہی میں نہ آیا کس کی رفاقت کے لئے
رنج و غم و درد و الم ہیں پاسبانِ زندگی

یوں تو ہرگز بھی نہ آتا پاس میرے وہ مگر
کر گیا تھا خوب میرا امتحانِ زندگی

یہ تو فرمانِ خدا ہے اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ
مال اور اولاد ہی ہیں دشمنانِ زندگی

باوہ گوئی چھوڑ دو بدنام اب خاموش ہو
لٹنے والا ہے تمہارا کاروانِ زندگی

مناجات

رازق و رحمٰن رحیم و کردگار
ذوالجلال قادر و آمرزگار

رحمۃ للعٰلمین تیرے حبیب
ہیں وہ بیشک من یطع کے تاجدار

رحمت و الطاف ہوں تیرے سدا
بر روانِ آل و اصحاب کبار رضی

راز ہر اک کا تجھے معلوم ہے
ہے برابر تجھ کو مخفی آشکار

رات دن تیرا کرم ہر ایک پر
عاصی و فاسق ہو یا پرہیزگار

راحتِ استغنا غنا قلب سلیم
مجھ کو بخشے تو نے اے پروردگار

رات دن گذرے ہے میری عیش میں
فکر اور غم کر گئے مجھ سے فرار

رزق بھی مجھ کو دیا ہمت بھی دی
اور بخشے حلم و جود و اقتدار

رفد تیری عام جب مجھ پر ہوئی
بذل میں نے بھی کیا تب اختیار

رسم دنیا کا کروں میں کیا علاج
اور یوں کب تک رہوں میں بردبار

رشک مجھ پہ ہے ہر اک کو اور حسد
دوست دشمن خویش اور اغیار و یار

رنج و غم کا میں تو ہوں سب کے شریک
پیش آتا ہوں بعجز و انکسار

رکھتے ہیں اس پہ بھی مجھ سے رنج وہ ۔ میں نہیں رکھتا خیال انتصار
روشنی ہے میری اُن کی تیرگی ۔ پھول تیرے دل کا اُن کے دل کا خار
رفتہ رفتہ ہو گیا ہے اب یہ حال ۔ فرض ہے سمجھا مجھ سے سب نے انزجار
روزمرہ اُن سے جو معمول ہے ۔ اس میں بھی کرتا نہیں ہیں اختصار
رحم تو کر دے تو کیا دشوار ہے ۔ دور ہو یہ دل کا میرے انتشار
راہ رو ہوں منزل مقصود کا ۔ دل میں میرے اب ہے شوقِ اعتمار
رفع رنج و غم میرے کرتا ہے تو ۔ ہے تیری رحمت پہ مجھ کو اعتبار
راستی تیری رضا کا ہے سبب ۔ ورنہ ہیں تیرے جتنے ہیں سب استوار
رحمتیں مخلوق پر سب سے سوا ۔ نعمتیں بھی تیری ہیں بیرون از شمار
رنگ و بو اس گلشنِ امکاں کی ۔ تجھ سے ہے اے خالق لیل و نہار
رد نہیں کرتا کسی کا تو سوال ۔ ہو کوئی در پر تیرے امیدوار
رونقِ گلزارِ عالم تجھ سے ہے ۔ تیری رحمت سے ہے دُنیا کی بہار
رنج و راحت رزق و بیماری موت ۔ تیرے قبضہ میں ہے سب اے سازگار
رات دن مصروف جرم و فسق ہوں ۔ ہے گنہ سے بدتر اپنا اعتذار
رب ہے تو اور میں گنہگار و لئیم ۔ کام ہے تیرا گنہ کا استتار
رحمۃ للعٰلمین کا واسطہ ۔ رحم کر مجھ پر تو اے آمرزگار
روضۂ رضواں نہیں کرتا طلب ۔ حور و غلماں کا نہیں امیدوار
راضی اس پہ ہوں کہ میرا حشر میں ۔ ہو غلامانِ محمدؐ میں شمار
رکھنا آغوشِ کرم میں اپنے تو ۔ از طفیلِ سیدِ عالی تبار

رنج پہونچاتے نہیں جو مجھ کو یہاں
راحت اُن کو دے تو اے پروردگار

رکھیو مجھ کو دو جہاں میں شاد کام
بامراد و با نصیب و کامگار

روح کو بدنام کی راحت نصیب
دل کو اُس کے ہو عطا صبر و قرار

رطب و یابس لکھ دیا ہے اس لئے
تا رہے دُنیا میں میری یادگار

رباعیات

الطاف و کرم جب یہ خدا کا ہوگا
وہ دل سے غلام مصطفےٰ کا ہوگا
اور حشر کے روز اُسکے سر پر سایہ
حسنینؓ و بتولؓ و مرتضےٰؓ کا ہوگا

بدنام پہ لطف و رحم رب الارباب
مونس میرا کوئی اور نہ ہمدم احباب
بس تیرے سوا نہیں ہے میرا کوئی
تیرا ہی بھروسہ ہے مجھے یوم حساب

تو رب کریم صاحب جلال و عظمت
دو نو عالم کو تو نے بخشی زینت
تسبیح تیری کرتا ہے ہر ایک ذی روح
ہر شے میں نہاں تیرا ظہور قدرت

ثبت اپنا گنہگاروں میں ہے نام عبث
کوئی نہ کیا ہم نے یہاں کام عبث
ثابت ہیں اگر جرم خدا ہے غفار
کرتا ہے کوئی کس لئے بدنام عبث

جب سر پہ خلافت کا رکھا میرے تاج
سجدہ کا فرشتوں پہ رکھا حق نے خراج
جس وقت کہ منکر ہوا شیطان مجھ سے
اُس وقت سے خدا نے کیا اُس کا اخراج

حی و قیوم تو ہر ایک کا ممدوح
قدوس ہے جبار ہے رب ہے سبوح
حیران ہوں کس منہ سے کروں حمد تیری
عالم کی ہر اک شے کا ہے جب تو مسبوح

دُکھ دیکے کسی کو کیسے ہوگا آباد
دیتا ہے خدا ہر ایک کے ستم کا بدلہ
ظالم تجھے اللہ کرے گا برباد
سُن لیتا ہے مظلوم کی فوراً فریاد

راحت بدنام کو ملے گی مرکر
روزِ اوّل سے پنجتنؓ کا ہے غلام
المرء مع پر ہے یقین اُس کو اگر
ہوگا سایہ میں اُن کے روزِ محشر

زالِ دُنیا کو جس نے سمجھا ہے عزیز
زلفِ شبگوں کا اس کی جو ہوگا اسیر
اور نقش و نگار اس کے رکھتا ہے عزیز
دوزخ کو وہ بدنام سمجھتا ہے عزیز

سب کو ہوتا ہے نیک و بد کا احساس
سجدہ بھی خدا کو دل سے کر سکتے نہیں
پر ایسا دماغ میں بھرا ہے خناس
ہیں دل میں بھرے ہوئے ہزاروں وسواس

شاہدِ مقصود کا ملے بھی اے کاش
شادی و غمی میں ڈھونڈھتے رہتے ہیں
مدت ہوئی گر رہے ہیں ہم اُسکی تلاش
مرجائینگے تب ہوگا کہیں راز یہ فاش

صبرِ دلِ ایوبؑ کی بیکار ہے حرص
صباحِ حقیقی ہی رنگے گا دل کو
سوزِ دلِ یعقوبؑ کی بیکار ہے حرص
جُز حق کسی محبوب کی بیکار ہے حرص

ضغطہ میں ہے اب تیرے تپِ غم کا مریض
ضامن ہے کون ایسی حالت میں میرا
سچ جان کہ ہے اب تو کوئی دم کا مریض
جب کہتے ہوں سب کہ ہے کوئی دم کا مریض

طولِ شبِ ہجر نے کیا ہے مخبوط
طوفان برپا کیا ہے آنکھوں نے میری
دل رنج والم سے ہوا میرا مربوط
خون ہوگیا آنسوؤں میں دل کا مخلوط

ظاہر تو گناہوں سے رہا میں محفوظ
ظلم اپنے ہی نفس پر کیا ہے میں نے
صحبت سے حسینوں کی مگر تھا محفوظ
اس کو بھی رکھے گا کوئی آخر ملحوظ

عصیاں سے ہر اک مذہب و ملت میں منع
طاعت نہ شریعت نہ حقیقت میں منع

عریانی کا الزام عبث کیوں ہوتا　　سب جانتے ہیں یہ ہے شریعت میں منع

غافل تیری ہستی کا نہ بجھ جائے چراغ　　ہاتھ آئے گا پھر کس طرح جنت کا باغ
غفلت میں گذاری سب جوانی تونے　　اب پیری میں ملتا ہے کہیں اُس کا سُراغ

فیاضِ حقیقی کرے گر جرم معاف　　پھر کیوں نہ خدا ہی کا ہو راستہ صاف
فریاد کرے گا کہ تو کس سے جا کر　　بدنام خدا رسولؐ سے ہو کے خلاف

قدوس جمال کا ہوں تیرے مشتاق　　ہر وقت ستاتا ہے مجھے دردِ فراق
قربان ہی ہو جائیگا تجھ پہ بدنام　　جلوے کو تیرے دیکھ کے ربِ خلاق

کیسا ہوا میں جرم و خطا میں بیباک　　بیکار رہے سب یہ خرد اور ادراک
کیا ہوگا بروزِ حشر میرا انجام　　لِللہ بچا لیجیو شاہِ لولاک

گذری ہے تمام عمر سوتے اب جاگ　　پھونکے گی تجھے ورنہ گناہوں کی آگ
گر فضلِ خدا اب بھی رہا شاملِ حال　　دارین میں جاگینگے تیرے بخت کے بھاگ

لے اپنے خدا سے وہی ہے تیرا کفیل　　دے اُس کے ہی بندوں کو نہ بن یا بخیل
لازم ہے کہ اللہ کی تو ہر دم یاد　　ہو حشر میں بدنام نہ تو خوار و ذلیل

مشتاقِ جمالِ مصطفےٰؐ ہے بدنام　　بتلائے کوئی اس کو بتوں سے کیا کام
مظہر ہے اتم ذاتِ باری جو ذات　　ہے روزِ ازل سے یہ تو اُس کا ہی غلام

نورِ نظرِ احمدؐ و حیدرؓ حسنینؓ　　مشکل میں ہر اک بشر کے یاور حسنینؓ
نائب ہیں علیؓ اور محمدؐ کے وہی　　ہیں اس لئے گمراہوں کے رہبر حسنینؓ

نازم بہ محمدؐ و علیؓ و حسنینؓ　　خاک قدمش راحت و کحل عینین
نصرت خواہی اگر بنفس مذنبی　　نازاں مثنوی گاہ بطوف حسنین

ناحق ہے تجھے آج پریشانی کیوں
پیری میں عبث ہے یہ پشیمانی کیوں
نادم ہونے سے اب نتیجہ کیا ہے
بدنام یہ بیفائدہ حیرانی کیوں

وصف خط وخال خوب کرتا ہے تو
رنگینی پہ اِن بُتوں کی مرتا ہے تو
واضح رہے اتنا بھی کہ روزِ محشر
پچھتائے گا گو آج سنورتا ہے تو

وعدہ نہیں کرتا ہے کوئی ایفا تو
سب کام یہاں کرتا ہے کیوں بیجا تو
وہ یاد ہے جب بَلیٰ کہا تھا تو نے
غفلت میں رہا آکے یہاں کیسا تو

ہر وقت میرے دل میں ہے اللہ اللہ
جاری ہے زباں پہ بھی یہی شام وپگاہ
ہادی ہے میرا اور مہیمن ہے وہی
رکھتا ہے سدا مجھ پہ وہ رحمت کی نگاہ

یاروں سے سوائے رنج ملتا کیا ہے
اس مہر ومحبّت کی تمنّا کیا ہے
یادر ہے خدا جبکہ ہراک حالت میں
پھر اُس کے سوا غیر سے لینا کیا ہے

یہ دید سے کس کی مجھے حیرانی ہے
دانائی نہیں یہ میری نادانی ہے
یا عقل سے پڑ گیا ہوں میں اُلجھن میں
کیوں عقل بھی بدنام کی دیوانی ہے

یوں کہنے کو سب کہتے ہیں دیوانہ ہے
بدنام مگر عاقل و فرزانہ ہے
یہ عمر گذاری ہے طلب میں حق کی
جُز اُس کے وہ ہر ایک سے بیگانہ ہے

یاس و حرماں امید و راحت کیا ہے
افلاس و غنا عزّت و ذلّت کیا ہے
یہ جتنے بھی لوٹ پھیر ہیں دُنیا کے
کیا جانے خدا کی اس میں حکمت کیا ہے

نَحمدُہٗ وَ نُصَلّی عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمْ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمْ

بستر الحمد اٹھا جھومتا کالا بادل — بڑھتا جاتا ہے سوئے یثرب و بطحا بادل

لائی ہے بادِ صبا فصلِ بہاری کی نوید — درد و غم جائیں گے اب راحت و فرحت سے بدل

لیجیے اب چمنِ دہر کی ہوگی تزئین — رشکِ گلزارِ ارم ہوں گے یہ سب دشت و جبل

کے لیا ہاتھ میں ہر ایک نے تنظیم کا کام — غول کے غول فرشتوں کے بھی آئے ہیں نکل

لئے پھرتی ہے نسیمِ سحری بوئے حنا — دل عشاق کے کھلتے نظر آتے ہیں کنول

لالہ و نرگس شہلا و گل عباسی — سیوتی موتیا شبو گلِ نسرین صندل

لا رہے ہیں گل داؤدی و سوسن بھی آج — رنگ وہ وہ کہ جنہیں دیکھ کے دل جائے مچل

لائے ہیں برگ و ثمر باغِ جہاں کے اشجار — شاخ میں شاخ نکل آئی ہے اور پھول میں پھل

لالہ و سنبل و نسرین ہیں اگر خوش پھر کیوں — تالیاں فرطِ خوشی سے نہ بجائے پیپل

لُبسِ اشجار سے گلشن کی بڑھی ہے رونق — آج ہر ایک نے ڈالا ہے لباس اپنا بدل

لبن و شہد کی ہر سمت ہیں جاری نہریں — پی پی کرتا ہے پپیہا کہیں تو تو کوئل

لہریں لیتا ہے سمندر بھی ترنم آمیز — بھیرویں جوگیا گاتی ہے ہر اک لہر اچھل

لا کے نُقل و آج گلِ اشرفی ایثار میں تو — بُخل گر تو نے کیا ہاتھ تیرے ہونگے شل

لیمو نارنگی بھی کیلا انار و امرود — سیب و خوبانی مگر آم ہے ان میں افضل

لیچی لوکاٹ شریفہ بھی ہیں اچھے میوے — فالسہ سنترہ انگور انناس و کٹھل

لوز و اخروٹ و چرونجی کے درختوں کا بناؤ
باعثِ رونقِ گلشن ہیں درختانِ بڑہل

لانبی لانبی ہیں اگر زلفیں سنبل کی
عشق پیچے نے بھی سب کھول دیئے اپنے بل

لال ہے پنجۂ مرجاں کی بھی ہر اک اُنگلی
گلِ خضرا نے بسایا ہے علیحدہ جنگل

لاکھ بھی دیتی ہے شاخوں میں درختوں کی بہا
مونگے کی شاخ زمرد میں ہو جیسے کوپل

لے چلی بادِ صبا کرنے کو چھڑکاؤ کہیں
آبِ کوثر سے ابھی لائی ہے بھر کر چھاگل

لے چلی بادِ صبا ابر کو گلشن کی طرف
دم میں سبزہ کو بنا دے گی یہ شکل مخمل

لَو پپیہے نے لگائی ہے اگر پی پی کی
قمری حق سرہٗ کہتی ہے تو حق حق کلکل

لوچ آواز میں زاغوں کی بھی آج آیا ہے
طعنے دے گی انہیں اب دیکھیں گے کیسے کوئل

لیکے راتوں کو پھرے تا کہ نہ ہو کام میں ہرج
اس لئے ماہ کو خورشید نے دی ہے مشعل

لیلی و شیریں زلیخا و دمن سن لینا
اپنی قبروں سے یہ سب دیکھنا آئیں گی نکل

لو لو ایک ایک بنا قطرۂ شبنم جیسے
ایسی ہی ہیرے بھی دل پہ ہوئی نوری صیقل

لادے تھوڑی ہی سی ساقی کہ نہ اُترے یہ نشہ
اور اک جام پلا آج نہ کر لیت و لعل

لخلخہ سے بھی نہ ہوش آئے وہ بیہوشی ہو
لادے ساقی مجھے اُس مے کی خدارا بوتل

لوٹتی چاندنی پھرتی ہے چمن میں ہر سو
ہو گئی فرطِ خوشی سے یہ کچھ ایسی چنچل

لائم الدہر بھی خوش خوش نظر آتے ہیں مجھے
سعد اکبر نہوں پھر کس لئے مریخ و زحل

لشکرِ غم تھا مسلط دلِ محزوں پہ میرے
وہ خدا نے کیا سب آج گیا یہاں سے نکل

لیمپ نوری ہوئے روشن۔ یہ خبر آئی ہے
چاند لو یومِ پیمبر کا نکل آئے گا کل

لمعہ نور بنا ہر شجرِ باغِ جہاں
نکلا اس شان سے کچھ ماہِ ربیع الاول

لالہ رُخ جتنے ہیں سب ہونگے تحیّر میں کھڑے
جب نظر آئے گی وہ صورتِ نورِ اول

لوحِ قسمت میری آئینۂ انوارِ خدا
لام اسلام کا اس شان سے عالم میں بڑھا
لات و عزّٰی کی پرستش تھی عرب میں ہر سو
لَا اِلٰہَ کی ہر اک شاخ کے لب پر تسبیح
لِیْ مَعَ اللہ سے کھل جاتے ہیں سارے اسرار
لب پہ ہے نامِ محمدؐ ہی ہر اک کے جاری
لو لگائے ہوئے بیٹھے ہیں برہمن بھی یہی
لذّتِ عشقِ محمدؐ میرے دل سے پوچھو
لطف اندوز ہوئے اس سے اویسِ قرنیؓ
لام اور میم جدا ہونے سے بنتا ہے احد
لام ہی اس سے علیحدہ ہو تو احمدؐ بنجائے
لایق حمد و ثنا ذات ہے اُس سرورؐ کی
لائے تشریف اس عالم میں حضورِ انور
لے اُڑے حور و ملک جن و بشر عالم میں
لولا لولاك کا یہ صاف پتہ دیتا ہے
لوں اگر نامِ محمدؐ تو یہ لطف آتا ہے
لاتعد نعمتیں اللہ نے عطا فرمائیں
لاجرم آج تو مے پینی ہے الفقر کی
لازم اتنا تو ہے اربابِ محبت کیلئے

ظرف ایمان کا میرے نامِ محمدؐ مصقل
نور سے جس کے منوّر ہوئے سب دشت و جبل
اب کہیں نسر ہے باقی نہ منات اور ہبل
حمدِ حق کرتی ہے ہر ایک شجر کی کوپل
انا احمدؐ ہے بلا میم بھی قولِ فیصل
گوڑ ہے گبر ہے عیسائی ہے وہ یا کہ شکل
نہ اُنہیں یاد دھابن ہے نہ متھرا گوکل
کیا خبر ہے اُنہیں ہے عشق ہی جن کا پھل
عشقِ حضرت میں یقینی ہیں وہ سب سے افضل
ہے یہ الحمد کی تفسیر کا نقشہ مجمل
وہ سمجھتا ہے اسے جس کو ہے نوری اٹکل
جس کو اللہ نے پیدا کیا سب سے اوّل
نورِ حق سے ہوئے پُر نور سبھی دشت و جبل
مژدۂ آمد سردار نبیؐ و مرسل
باعث خلق دو عالم تھے یہی روزِ ازل
دل میرا شوق سے بنجاتا ہے نوری مشعل
شکر ہو کس سے ادا کر سکے کون اس کا بدل
کہ چلا آتا ہے ہر سمت سے اُمڈا بادل
کم سے کم آج رکھیں شانوں پہ کالا کمبل

لا فتیٰ شانِ علیؓ زوجِ بتولِ زہراؓ
رخ پیغمبرؐ و داماد نبیؐ مرسل

لایق سجدۂ تعظیمی حسنؓ اور حسینؓ
جن کو اللہ نے عطا کی ہے شہادتِ اکمل

لاف گوئی نہیں خواہش ہے یہ میرے دل کی
کہ یہاں لکھتا چلوں ایک مزیدار غزل

لوریاں برق کو دینے لگا کیسی بادل
سیکھ آیا ہے کہاں جا کے یہ شوخی بادل

لادے ساقی مجھے اک بادۂ انگور کا جام
آج تو برسے گا گلشن میں یقینی بادل

لو نہائے متفرق تیرے سب اچھے ہیں
دل کو خوش لگتی ہے لیکن تیری شوخی بادل

لو میں اور دھوپ میں بھی حاضری لازم اسکی
سر پہ حضرتؐ کے بنا رہتا تھا چھتری بادل

لحن داؤدی سے کرتے ہیں ترنم اشجار
مے کشوں کے لئے لاتا ہے صراحی بادل

لمعہ برقِ تجلّی نے کئے سب یک جا
بزم رندوں کی مگر تو نے سجائی بادل

لولیاں باغ میں آتی ہیں تماشہ کو اگر
باتیں پھر اُن سے بناتا ہے یہ کیسی بادل

لوٹ ہے گلشنِ عالم میں خوشی کی بدنام
ہر طرف پھیلے ہیں دُنیا میں سُنہری بادل

لاج بھی چاہیے اے اشہبِ خامہ تجھ کو
شوخیاں اتنی دکھا اور نہ بن ایسا چنچل

لئے پھرتا ہے مجھے کس لئے یوں بے ترکیب
ہوش کر اتنی نہ مُنہ زوریاں تو کرتا چل

لیگیا فرش سے تو عرش پہ اک دم میں مجھے
تجھ کو کہنے نہ لگے کوئی سخنور ارجل

لاحق ہوتا نہیں انساں کو کوئی ایسا مرض
جس سے ہو جاتا نہ ہو آدمی فوراً بیکل

لیکن اس عشق و محبت کی وہ بیماری ہے
جس سے ہو جاتی ہے انساں کے دل پر صیقل

لذع عشق نے مجھ سوختہ جاں کو پھونکا
کوئلہ کیسا بنا خاک کی صورت جل جل

لُجّۂ بحرِ فنا میں جو ہوا مستغرق
کوہ بھی اُس کو نظر آتا ہے مثلِ خردل

لِلّٰہ غم جلتی ہے لاکھ میرے دل پہ مگر
تیوری پر میری ممکن نہیں آجائے بل

لن ترانی گئی سب برق کی دیکھا جو مجھے
ابر کا اُس نے لیا شرم سے منہ پر آنچل

بستِ غم سے ہے خوشی اور جُدائی سے وصال
بزمِ امکاں کا ازل سے ہے یہی طرزِ عمل

لعبتانِ چمنِ دہر سے کیا کام مجھے
منزلِ عشق میں کیوں پاؤں کھوں چل بچل

لوذعی جس کو بناتا ہے خدا - بنتا ہے
نہیں انسان کے قبضہ میں کوئی رد و بدل

لہجۂ خوش سے سرورِ دل و جاں بڑھتا ہے
اغذیہ روح کو دیتے ہیں دف و چنگ و طبل

لاد کر بوجھ کتابوں کا گدھے پر رکھو
جس سے وہ چل نہ سکے ایسا بنا دو بوجھل

لیکن اس سے اُسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے
عالم اس سے بھی ہے بدتر جو نہ کرتا ہو عمل

لحد ہر اک کیلئے رکھتی ہے اک خاص کشش
قیصر و جم ہیں کدھر اور کدھر ہے طغرل

لعل و گوہر سے مرصع تھے کبھی جن کے لباس
اُن کو اب کھادی میسّر نہیں کیسا ململ

لکڑیاں لاتے ہیں جنگل سے یہ ہے وجہ معاش
جن کے آراستہ تھے لعل و جواہر سے محل

لپٹی رہتی ہیں بلائیں غمِ دُنیا کی ہزار
مفلسوں سے کہیں بدتر ہیں جو ہیں اہلِ دول

لحیۃ التیس سے خون ہوتا ہے ہر عضو کا بند
بیر اگر کھاؤں پیوں اس کو تو خون آئے اُبل

لاتے ہیں کرب مجھے صندل و ابریشم و عود
میرے سودے میں ترقی ہو جو کھاؤں حنظل

لعل سے روح کو ہو جاتی ہے وحشت افزوں
درد سر بڑھتا ہے کرنے سے ضماد صندل

لاکھ تدبیریں کروں ہوتا ہے اُلٹا ہی اثر
کیوڑہ دیتا ہے کچھ کام نہ کافور و عسل

لثم کی رسم بھی جاری ہے بہت مدّت سے
سنگِ اسود ہی پہ جاری ہے یہ صدیوں سے عمل

لازمہ کچھ بھی نہیں پاس ترے اے بدنام
منزلِ عشق میں کس طرح چلا تو بیدل

لکھو اک مطلع جو ہو مطلع انوارِ خدا
عالمِ قدس بنے جس سے تحیّر کا محل

لام اسلام نے روشن کئے دُنیا کے کنول
شجر کفر کو آتے ہی کیا استاصل

لا کا خط کھینچ دیا آتے ہی اس نے سب پر
رد ہوئے جتنے بھی دُنیا میں تھے ادیان و مِلَل

لعن کرتے ہیں وہی تھے جو پرستاران کے
توڑ کر پھینک دیئے سب نے منات اور ہبل

لو بتا دوں تمہیں کیا شے ہے سوادِ دیدہ
شمع حُسنِ رُخِ یار کا ہے یہ کاجل

لٹو ہو جائیں فرشتے بھی جو اسکو دیکھیں
کلمہ پڑھنے لگیں اُس کا ہی سب اربابِ سخل

لَفِّ اوراق کتاب عمل بد ہے آج
عاصیو دیکھنا تم اس کا اثر حشر میں کل

لاتکلم ادب و عجز سے بیٹھو خاموش
صیحح ہر ایک کرے اپنا دماغ مختل

لاتقل دے مے توحید کے بھر بھر کر جام
ساقیا دیکھ تو کس زور سے اُٹھا بادل

لاحق انداز ہیں وحشت میں بھی دانائی کے
یاد اب مجھ کو نہ زنداں ہے نہ صحن مقتل

لسٹ تیار غلامانِ محمد کی ہوئی
نام بدنام کا لکھا گیا اُس میں اوّل

لعنتی ہیں جو بنی فاطمہ رضؓ کے دشمن ہیں
کور ہیں وہ جو انہیں دیکھیں بچشمِ احول

لائق حمد تیری ذات ہے اے ربِ قدیر
کر دیئے دفع میرے ہاتھوں کے تو نے تمبل

لائحہ جرم و خطا کا نہیں اخفا ممکن
کون کہدے گا گناہوں کو بھلا حُسنِ عمل

لطمے کھائے ہیں حوادث کے ہزاروں ہی نے
مستقل رہ کے کیا شکر تیرا عزوجل

لِطخ عصیاں ہوں مگر رحم کی ہے تجھ سے امید
سَبَقَت رَحمتی سُن سُن کے میں جاتا ہوں اُچھل

لغو اور بیہدہ گوئی میں گذاری ہے عمر
کس بنا پر میں کہوں میں نے کئے نیک عمل

لِفت تھا میری طبیعت میں بتوں سے لیکن
دل میں تھا عشق محمد کا عمل اور دخل

لفظ جو نکلے قلم سے ہوئے نظم پرویں
بات جو نکالی مُنہ سے ہوئی قول فصیل

لمحہ بھر کو بھی نہ ہو دوری محمدؐ سے مجھے
صورتِ پاک نہ ہو آنکھوں سے میرے اوجھل

لکنت آئے نہ زباں میں میری یارب دمِ نزع
پورا کلمہ ہو زباں پر میری جب آئے اجل

لمع نورِ محمد سے ہوں آنکھیں روشن
قبر میں جائے گا اس شکل سے جی میرا بہل

لطف و رحم و کرم و بندہ نوازی کرنا
اپنے دیدار سے محروم نہ رکھنا مجھے کل

لاکھوں انعام ہیں دُنیا میں تیرے مجھ پہ کریم
عیش و راحت میں گذرتی ہے میری اک اک پل

لاج رکھ لیجیو عقبیٰ میں بھی میری مولا
صدقہ ستاری و غفاری کا اے عزّوجل

لاغب و عاجز و عاصی ہوں خطاکار ہوں میں
نہ میرے پاس عبادت نہ میرے پاس عمل

لکھ گیا شوق میں کیا جانئے کیا کیا خامہ
نہ میں عالم ہوں نہ فاضل نہ ہوں جاہل اجہل

لوگ کہتے ہیں قصیدہ ہے بڑے پایہ کا
میرے نزدیک نہ یہ قطعہ رباعی نہ غزل

لیلیا نام محمدؐ کا کسی حیلہ سے
مدّت العمر رہا ہے یہی اپنا تو عمل

لے کے کیا خاک گئے قیصر و جم دُنیا سے
چل دئے سب کفِ افسوس کو اپنے مل مل

لُٹ گئیں سلطنتیں سیکڑوں اسکے ہاتھوں
رستم و سام و کیومرز کے اُجڑے دنگل

لیلیٰ و شیریں دہن کا وہ گیا حُسن کہاں
قیس و فرہاد کہاں اور کہاں راجہ نل

لشکر و جاہ و حشم شاہوں کے برباد ہوئے
پرتھوی راج رہا اور نہ ہے آلہ اودل

لیجئے ادنیٰ کرشمے ہیں یہ اس قحبہ کے
زالِ دُنیا جسے کہتے ہو بڑی ہے ارزل

تمت بالخیر

الحمد للہ زرقِ بلیغ ختم ہوئی۔ اس میں یہ لحاظ رکھا گیا ہے کہ جو شعر جس حرف سے شروع ہے اُسی پر ختم ہے۔ فقط والسّلام۔

غُدُقِ ہَرَمُ

سنہ ۱۳۴۹ ہجری

یعنی دیگر باضافہ جدید تازہ کلام مہر نیر سمائے عرفان غواص محیط ذخار ایقان

حضرت مولانا حافظ محمد ممتاز الرحمٰن بدنام عرف عبید اللہ شاہ

چشتی صابری قادری ہادوی امروہہ ضلع مراد آباد قریشی محلہ دامت برکاتہم

ولازالت افاداتہم

گذارش

حضرات ناظرین۔ یہ جو کچھ رطب و یابس آپ کے پیش نظر ہے اس کو براہِ کرم نظر شعر و شاعری سے ملاحظہ نہ فرماویں۔ تنقید و تنقیص کلام شعرا کے واسطے موزوں ہے۔ یہ ہیچمرز محض شوقیہ قلم بر داشتہ لکھتا ہے جس پر نظر ثانی کی بھی نوبت نہیں آتی۔ وقت ملاحظہ اگر نظر غائر سے کام لیا جائے تو ممکن ہے کسی کو کوئی خاص تعلیم یا سبق مفید دارین حاصل ہو۔ جواہرات کان کنی اور دُر ہائے نایاب بغیر غواصی ہاتھ نہیں آتی۔ کتاب کوئی بے نتیجے اور بے غرض نہیں لکھی جاتی۔

ممتاز الرحمٰن بدنام

امروہہ۔ قریشی محلہ

ہلالِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صلِ علیٰ نبیّنا صلِ علیٰ محمدؐ

جس دل میں محمدؐ کی محبت ہوگی
حسنینؓ و بتولؓ اور علیؓ کا بردہ

بہار آتے ہی جنگل میں ہوگیا منگل
ہراک درخت کا تبدیل ہو رہا ہے لباس
نسیم و بادِ صبا ایسی مست پھرتی ہیں
صفائی ہوتی ہے گلزارِ دہر میں ہر سو
پکھالیں لائی ہیں کس کس جگہ سے پانی کی
فرشتے پانی لئے پھرتے ہیں قطار قطار
بچھا ہے سبزہ کا ہر سمت مخملی سا فرش
چمن میں نرگسِ شہلا بھی آج ہے بیخوف
چمیلی موتیا رابیل موگرا شب بو
کہیں یہ کہتا ہے سوسن سے آفتاب پرست
کہیں ہے سرو سے شمشاد کی یہ فرمائش
اسی طرح رہے اپنا ثبات و استقلال

صلِ علیٰ حبیبنا صلِ علیٰ محمدؐ

کونین میں حاصل اُسے راحت ہوگی
جو ہوگا اُسی کی ملک جنت ہوگی

بنے ہیں باغِ جناں آج سارے دشت و جبل
کہ شاخیں نکلی ہیں اور شاخ شاخ میں کونپل
کہ جیسے پی کے برانڈی کی آئے ہوں بوتل
عجیب طرز سے چھڑکاؤ کرتے ہیں بادل
گھٹائیں چلتی ہیں جھک جھک کے ایسی ہیں بوجھل
بھری ہے کوثر و تسنیم سے ہر اک چھاگل
بہار حوض میں دکھلا رہے ہیں اپنی کنول
اُتار ڈالا لجالو نے شرم کا آنچل
گُلِ اشرفی سے کہتے ہیں تو بھی جلد نکل
کہ اپنے جامۂ نیلی کو تو بھی آج بدل
ہمارے پاؤں جگہ سے کہیں نہ جائیں پھسل
نہ استقامتِ ذاتی میں آنے پائے خلل

ہوئے ہیں سنبل و ریحان بھی محو آرائش | بنا ہے سبزہ بھی گلشن میں صورتِ مخمل
یہ عطر بیزی کی خدمت پہ آج ہیں مامور | اگر گلاب جوئی چمپہ موتیا صندل
کہیں ہے نعرۂ حق سرہ سے قمری مست | کہیں پپیہا ہے پی پی کے شور سے بیکل
کہیں ہے فاختہ کو کو کی نغمہ ریزی میں | ہر ایک سمت پکارے ہے تو ہی تو کوئل
نہیں ہے شکوۂ گل بھی زبانِ بلبل پر | سیاہی داغ سے لالہ کے بھی گئی ہے نکل
روش روش پہ کھڑی ہیں قطاریں کیلوں کی | حنا نے مست کیئے ہیں سوار اور پیدل
ہوئی ہے خوب ہی تزئین گلشن عالم | کھچا ہوا ہے زمین پہ فلک کا دل بادل
ہوا میں دلکشی کچھ اس طرح کی ہے جس سے | ہر ایک دل پہ امنگوں کے چھائے ہیں بادل
حسین کرتے ہیں گلگشت آج گلشن میں | کھڑے ہیں رند بھی شیشے دبائے زیر بغل
کہیں ہے مرغ خوش الحان چمن میں نغمہ سرا | کہیں ہے ابر سیہ سر پہ لادے گنگا جل
میرا زمانہ کے ہاتھوں سے یہ ہوا تھا حال | کہ مشتری بھی میرے واسطے بنا تھا زحل
زمین بھی چین سے رہنے نہ دیتی تھی مجھ کو | فلک بھی رکھتا تھا مجھ سے ہمیشہ جنگ و جدل
جو میں نے دیکھے یہ سامان عیش و فرح و نشاط | تو مجھ سے دل نے کہا تو بھی غمکدہ سے نکل
چمن میں پہونچا صبا نے یہ دی خوشی کی خبر | تجھے خبر بھی ہے کچھ کیسی آنیوالی ہے کل
کہا یہ میں نے مجھے کیا خبر بتا کچھ تو | کہ ہے دماغ میرا اک زمانہ سے مختل
نہ دین کی ہے خبر کچھ مجھے نہ دنیا کی | ہوا ہے جب سے میرے دل پہ رنج و غم کا دخل
کہا یہ اُس نے کہ تزئین باغ عالم کی | ہوئی ہے اس لیئے کل آئے گا وہ چاند نکل
کہ جس کی بارہویں تاریخ اور پیر کا دن | تمام روزوں سے اعلیٰ ہے برتر و افضل
یہ اُس کا یوم ولادت ہے جس کے باعث سے | خدا نے خلق کی تخلیق کو کیا اکمل

وہ کون ارض و سما پر یہ نام ہیں جن کے
محمدؐ عربی اور احمدؐ مرسل

خدا نے رحمتِ کونین ان کو فرمایا
انہی کی ذاتِ مقدس ہے اجمل و اکمل

انہیں کے واسطے ارشاد ہے رؤف رحیمؐ
انہیں کی ذات ہے نور خدائے عزّ و جل

ہر ایک چیز کی تکوین ہے انہیں کے سبب
انہیں کا صدقہ وسیلہ ہے آخر و اوّل

خدا نے حمد و ثنا کی ہو جس کی قرآن میں
وہ کیوں نہ خلق میں ہر اک بشر سے ہو افضل

جہاں میں جتنے نبیؐ و رسولؐ آئے ہیں
جہاں میں جتنے بھی جاری ہوئے ہیں دین و ملل

تمام ہو گئے منسوخ ان کے آنے سے
بس ایک مذہب اسلام کو کیا اکمل

خدائے پاک نے فرما دیا ہے اَکْمَلْتُ
نہ ان کے دین میں اب ہو سکے گا ردّ و بدل

یہ شاہ وہ ہے کہ جبریل جس کے درباں ہیں
درود بھیجے ہے ان پر خدائے عزّ و جل

یہ وہ ہیں اُنگلی سے جن کی ہوا تھا شق قمر
انہیں کو کرتے تھے سجدہ منات و لات و ہبل

ظہور ذاتِ معلّی سے سارے عالم کے
زمانہ جانتا ہے بت گرے تھے منہ کے بل

پڑا تھا زلزلہ نوشیرواں کے ایواں میں
یہ غُل تھا برجِ رسالت کا مہر آیا نکل

خدا نے اَوَّلَ مَا کہہ کے کر دیا ثابت
ہر ایک چیز سے پیدا ہوا ہے یہ اوّل

کروں گا ختم نبوّت کو ذات پر اسکی
کیا تھا خود ہی تجویز حق نے روزِ ازل

حبیبِ حقؐ تھے مگر انکسار ایسا تھا
ہمیشہ رہتا تھا شانوں پہ آپ کے کمبل

یہ وہؐ ہے جس کا اخی ہے علیؓ ولیِ خدا
کہ جس کی تیغ سے لرزاں تھے قیصر و طغرل

علیؓ نے چشمۂ توحید و معرفت کھولا
علیؓ کی ذات نے کھویا جہاں سے مکر و دغل

علیؓ ہے قاتل کفار و فاتح خیبر
علیؓ کے ہاتھوں سے اسلام کی ہوئی صیقل

علیؓ ہے خمکدۂ معرفت کا وہ ساقی
بنایا جس نے کروڑوں کو کامل و اکمل

علیؓ سخی و شجاع و ولی و زوجِ بتولؓ — علیؓ کمال علیؓ کامل و علیؓ اکمل

محبت ان کی حقیقی سعادت کونین — رکھے جو ان سے عداوت وہ ہے شقیِ ازل

حسنؓ حسینؓ کو رتبہ دیا ہے وہ حق نے — کہ دونوں مل کے تھے ہم شکل احمدؐ مرسل

علیؓ و فاطمہؓ زہرا کی روح و نورِ نظر — کہ جن کے قدموں پہ سو بار جاؤں میں بل بل

کئے جنہوں نے بنی فاطمہؓ پہ جور و ستم — انہیں ہر ایک کہیگا منافق و ارذل

ظہورِ رحمۃؐ للعٰلمین کے باعث سے — جہاں میں راحت و عیش و نشاط کا ہے عمل

ہے اِنَّ اَکرَمَکُم کی دلیل اَتقٰکُم — نہ اب رذیل ہے کوئی نہ اعلیٰ اور اسفل

نہیں قصیدہ مگر چاہتا ہے دل میرا — کہ اس میں ایک پھڑکتی ہوئی سی لکھوں غزل

کدھر کدھر کو چلا جا رہا ہے تو بادل — یہ کیسی برق سے کرتا ہے گفتگو بادل

نہ چھیڑ سلسلہ اے چشمِ تر خدا کے لئے — ٹھہر سکیں گے کہاں تیرے روبرو بادل

جہاں میں جاتا ہوں ہوتے ہیں ساتھ ساتھ میرے — بنے ہیں سایۂ رحمت ہی ہو بہو بادل

چمن میں آنے سے پہلے ہی گھر کے آئے ہیں — یہ آبِ کوثر و تسنیم سے وضو بادل

شفق نہیں ہے فلک پر یہ مجھ سے پوچھو راز — ہوا ہے خدمتِ حضرتؐ سے سرخرو بادل

حضورؐ چلتے تھے سر پر تو سایہ کرتا تھا — خدا نے بخشی تھی کیا تجھ کو آبرو بادل

گھٹا کو دیکھ کے توبہ شکن نہ بنجانا — یہ مجھ سے کہتے ہیں گلشن میں دو بدو بادل

نسیم غنچے کھلاتی ہے آج گلشن میں — ہے عطر بیز صبا اور مشکبو بادل

بغیر پینے کے دل مانتا ہے کب میرا — ہزار بار کہیں مجھ سے اِتَّقُوا بادل

اُڑاؤ تم مے توحید و معرفت کے جام
ہر ایک فرد سے کہتے ہیں اشربُوا بادل

ہزاروں طرح کی رنگینیاں ہیں عالم میں — نمونہ صنعت قدرت کا ہے یہ رنگ محل
کہیں ہے کعبہ کہیں مدرسہ کہیں مسجد — کہیں ہے متھرا کہیں کاشی اور کہیں گوکل
کہیں ہے دیر و کلیسا کے نام سے مشہور — کہیں ہے مندر و استھان اور کہیں استھل
کہیں ہے نار کہیں نور اور کہیں ظلمت — کہیں ہے مہر کہیں ماہ اور کہیں مشعل
کہیں ہے سبزۂ خوابیدہ اور کہیں گلزار — کہیں ہے بحر کہیں دشت اور کہیں ہے جبل
کہیں ہے گوہر و یاقوت نیلم و الماس — کہیں ہے شمع کہیں شعلہ اور کہیں کاجل
کہیں ہے صبر و سکون و قرار و راحت و چین — کہیں ہے مضطرب و زار و عاجز و بیکل
کوئی قریشی فریدی کوئی ہے فاروقی — کوئی حسینی کوئی جعفری کوئی ہے مغل
کوئی ترستا ہے ملتا نہیں گدھا بھی اُسے — کسی کے پاس ہزاروں ہیں اسپ و فیل و جمل
مضر جگر کے لئے سرکہ شہد نارنگی — مفید سنگِ مثانہ کے واسطے اہل
مجھے جنوں وہ نہیں جس کو سوتی ہو مفید — یہ سودا وہ نہیں جس کو نکال دے حنظل
سمندِ خامہ میرا کیسا بدلگام بنا — کدھر سے چلنے لگا ہے کدھر کو بے اٹکل
نہیں سلیقہ تجھے دو قدم بھی چلنے کا — بنا ہے کس لئے تو اتنا شوخ اور چنچل
خدا ہی جانے ہوا اتنا کس لئے مغرور — بنے ہے شکسپیر تو کبھی کبھی چرچل
تو دیکھنے میں فقط ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے — سمجھ رہا ہے کہ ہوں میں بہت قوی ہیکل
قدم سنبھال کے رکھ گر گیا تو ساری عمر — نکل ہی سکتا نہیں اس سے ایسی ہے دلدل
خبر ہے تجھ کو کہاں ہیں سکندر و جمشید — کہاں ہے قیصر و فغفور و سنجر و طغرل
کہاں ہے رستم و سہراب بہمن و برزو — کدھر غلام ہے کیکر کہاں کدھر ہے تُشگل
کہاں گیا وہ کیومرز اور کہاں ہے گیو — کہاں ہے پیل تن افراسیاب کا دنگل

کہاں ہیں میر و صبا اور کہاں ہیں داغ و امیر
کہاں ہے مصحفی جیسا سخنور اکمل

نیر و غالب و مومن کا بھی نہیں ہے پتہ
نہ آج جعفر و معروف جو سنائے زٹل

کہاں ہیں آتش و آباد و ناسخ و انشا
نجوم کام میں آیا نہ یہاں کسی کا رمل

نہ لیلیٰ کا کہیں نام و نشاں نہ شیریں کا
نہ باقی نور جہاں ہے یہاں نہ تاج محل

کہاں ہے ہیر کہاں قیس اور کہاں رانجھا
کدھر ہے عذرا کہاں ہے دمن کدھر ہے نل

ہزاروں جنتی ہے ہر روز مادرِ گیتی
پھر اُن کو آپ ہی لیتی ہے یہ بعینہ نگل

اسی طرح سے ہے جاری یہ کاروبارِ جہاں
شمار کرنا ہر اک چیز کا ہے طولِ عمل

رہے گا باقی نہ یہاں کوئی سارے عالم میں
نہ یار مہر و وفا والے اور نہ عہد گسل

سخن طرازیاں جاتی رہیں گی دُنیا سے
نہ علم باقی رہے گا نہ کرنے والے عمل

بقا خدا کے سوا اور کس کو حاصل ہے
اُسی کی ہستی ہے پایندہ آخر و اوّل

خیال جب مجھے آیا تو میں نے دل سے کہا
تو بے شعور ہے بےعلم و جاہل اجہل

چلی ہے آج طبیعت تیری کدھر ناداں
کہیں نہ تجھ پہ یہ کمبخت صادق آئے مثل

ہزار بار سنا ہوگا تو نے لوگوں سے
کہ زاغ بھولا تھا چال اپنی چال ہنس کی چل

یہ آج لکھتے ہیں کیا آپ یہ تو فرمائیں
قصیدہ یا ہے رباعی قطعہ ہے یا یہ غزل

نہ کچھ ہے اس کی مضامین میں دلکشی کوئی
ہیں تو شعر نظر آ رہے ہیں سب مہمل

ردیف و قافیہ تک کی خبر نہیں تجھ کو
نہ یہ تمیز کہ کیا ہے خفیف و بحر رمل

یہی مناسب و بہتر ہے حضرت بدنام
کہ تم خدا سے کرو التجائے حسن عمل

الٰہی تو ہے غفور و کریم و بندہ نواز
ہر ایک چیز ہے تیری کثیر ہو کہ اقل

یہ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے قدیر و کریم
بنائے رائی کو پربت پہاڑ کو خردل

اگر تو چاہے تو بنجائے زہر آبِ حیات
ہیں تیرا بندۂ عاصی ہوں خاطی و مجرم
ہمیشہ میری گناہوں میں عمر گذری ہے
یہ خوف ہے مجھے کس منہ سے تجھ سے عرض کروں
مگر مجھے یہ بھروسہ ہے تیری رحمت پہ
بحقِ شانِ رحیمی و شانِ ستاری
بحقِ حضرت مولا علیؓ اخی رسولؐ
بحقِ حضرت عثمانؓ و حضرت فاروقؓ
الٰہی صدقہ حسینؓ و حسنؓ کی عزت کا
طفیل و صدقہ یداللہ کی ولایت کا
منور ایسا ہو دل میرا نورِ عرفاں سے
کھچا ہو آنکھوں میں نقشہ میری محمدؐ کا
رسولِ پاک کے قدموں پہ میرا دم نکلے
بنادے عشقِ محمدؐ میں ایسا دیوانہ
نہ حزن و خوف ہو دارین کا میرے دل میں

اگر تو چاہے تو ہو جائے صبر مثل عسل
نہیں ہوا ہے کبھی مجھ سے کوئی نیک عمل
سُنا رہا ہوں ہر اک شخص کو ببانگ دُہل
خطائیں بخشدے میری خدائے عز و جل
بُرائیاں میری تو نیکیوں سے دیگا بدل
بحق فاطمہؓ زہرا و احمدؐ مرسل
بحق حضرت صدیقؓ صادقِ اوّل
نہ کیجیو کبھی پژمردہ میرے دل کا کنول
جو تجھ سے اُن کو عطا ہو چکی ہے روزِ ازل
دفع تو کردے میرے دونوں ہاتھوں کے جمبل
کہ جیسے جلتی ہو پہلو میں نور کی مشعل
شبیہ اُن کی نہ ہو آنکھ سے میری اوجھل
الٰہی جب کبھی اور جس جگہ بھی آئے اجل
کوئی بتاتا ہو وحشی مجھے کوئی پاگل
بنادے روح کو تو میری قلب کا مصقل

بھروسہ رکھتا ہے ممتاز تیری رحمت پر
یہی ہے اس کی عبادت یہی ہے اس کا عمل

هُوَ الْعَلِیُّ الْوَهَّابُ

علی و غالب و غفار ہے خدائے قدیر	قدیم و قائم و قدوس ہے سمیع و بصیر

اُسی کی ذاتِ مقدس کی حمد کرتا ہوں
نگار خانۂ عالم کی جس نے کی تعمیر

بہارِ گلشنِ عالم کی غور سے دیکھی
مرقعِ صنعتِ خالق کا ہے ہر اک تصویر

ہر ایک شے میں وہ قدرت کے راز ہیں جس کو
زباں نہ کہہ سکے خامہ نہ کر سکے تحریر

جو دیکھے چشمِ حقیقت سے وہ تو ہو خاموش
جسے خبر ہی نہ ہو کچھ وہ کیا کرے تقریر

خدائے پاک نے فرمادیا وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ
ہر ایک شے کی زباں پر اُسی کی ہے تکبیر

بڑائی اور تکبر اُسی کو زیبا ہے
کہ جس کے سامنے ہر شے ہے فانی اور حقیر

نگار خانۂ عالم کی ہے عجیب روش
ہے ایک کام میں تقدیم ایک میں تاخیر

نجاتِ نوحؑ کو طوفان سے ہوئی فوراً
قبول توبہ میں آدمؑ کے اس قدر تاخیر

اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہے زوال و عروج
وہی ہے خالقِ تقلیل و مالکِ تکثیر

کسی کو وصل کی دولت سے کر دیا مسرور
کوئی ہے ہجر میں مصروفِ نالۂ شبگیر

کسی کو فرحت و عیش و نشاط بخشے ہیں
کسی کو کر دیا افسردہ خاطر و دلگیر

کسی کو کر دیا سلطانِ بحر و بر اُس نے
کسی کو گنج سے اُس کے عطا نہ ہو قطمیر

کسی کو دیتا ہے دولتِ غنا سخا و کرم
کسی کے ہاتھ سے کرتا ہے مال کی تنشیر

کسی کو کر دیا آوارہ دو نو عالم سے
کسی کے ڈالی علایق کی پاؤں میں زنجیر

کوئی ہے نانِ شبینہ کو در بدر محتاج
کسی کو بخش دیا ملک و مال تاج و سریر

کوئی ہے زاہدِ شب خیز متقی مرتاض
کوئی ہے فاسق و فاجر کوئی خبیث و شریر

کوئی متنعم و بریانی روز کھاتا ہے
کسی کو ملتی نہیں دو دو روز نانِ شعیر

کسی کو بخشدیا اُس نے لحنِ داؤدی
عطا وہیں سے ہوئی ہے کسی کو صوتِ حمیر

ملائکہ کا کسی کو بنا دیا مسجود
کسی پہ کرتا ہے لعنت ہر اک صغیر و کبیر

کسی کی آنکھ میں جادو کا رکھ دیا ہے اثر
کسی کی آہ میں رکھدی ہے برق کی تاثیر

علی الصباح صبا نے سُنائی ہے آکر
چمن میں آمدِ فصلِ بہار کی تبشیر

نسیم صبح کا دورہ ہے آج عالم میں
خزاں کے قافلہ میں پھیلی ایک دم تبتیر

نہ باغباں کو شکایت ہے، کوئی گلچیں سے
نہ گل کو باغ میں بلبل سے جرات تحذیر

قرارِ قحط قیامِ فراغ و راحت ہے
روا رکھے گا نہ اب کوئی بھی بشر تخشیر

بجائے رنج و تعب سب ہیں محوِ عیش و طرب
مئے دو آتشہ کے جام کی ہوئی تدویر

نسیم پھرتی ہے اترائی باغِ عالم میں
کرے گی پیرہن اشجار کے وہ سب تغیر

چمیلی موتیا رابیل موگرا شب بو
یہ کرنے بیٹھے ہیں بُلبل کو دامِ گل سے اسیر

گلاب کو جو زر ورد ہوگیا حاصل
گل اشرفی کو خاکِ چمن بنی اکسیر

ہے سبزہ منتظرِ خضر آج گلشن میں
حسین پھرتے ہیں پہنے ہوئے پلاس و حریر

ہے آبپاشی کی خدمت سپرد بادل کو
منادی کرتا ہے عالم میں رعد لیکے نفیر

صبا نے کر دیا آراستہ چمن سارا
ہر ایک تختۂ گلشن ہے تختۂ کشمیر

بہار آنے سے عالم کا رنگ ہی بدلا
کہیں ہے لفِ حریر اور کہیں ہے عبیدِ غدیر

تو حمد و نعت میں مصروف رہ تجھے کیا کام
کہاں کی فصل گل اور کیا ہے بادِ ابرِ مطیر

تمام عالمِ تکوین کو غور سے دیکھا
مگر نہ ختم ہوئی لفظ کن کی کچھ تفسیر

اگر میں نعتِ محمدؐ لکھوں تو ہے امید
بنے گی نغمۂ توحید میری صوتِ صریر

ہر ایک چیز منور ہے نورِ حضرتؐ سے
ہیں آسمانِ رسالت کے آپ بدرِ منیر

عیاں ہے رتبہ محمدؐ کا جن کی خاطر سے
بنایا روح الامین کو خدا نے ان کا سفیر

بتولؓ بضعۃ منی و قرۃ عینی
خطاب یافتہ از سرورِ بشیرؐ و نذیر

علیؓ ہیں لحمک لحمی کے تاج سے ممتاز — حسنؑ حسینؑ ہیں حضرت کے حُسن کی تصویر

علیؓ کے ہاتھوں میں دی ہے دولتِ عرفان — قمر کی شمس کے جلوے سے ہوتی ہے تنویر

عمرؓ ہیں عدل میں مشہور صدق میں صدیقؓ — غنی کے نام سے عثمانؓ کی ہوئی تشہیر

در مدینہ علم نبیؐ علی ولیؓ — قرآن ناطق و شہباز عالم تفسیر

اَنَا مَدِینَۃُ الْعِلْم رسول پاک کا قول — حبیبؐ خالق کونین بے عدیل و نظیر

شہ ممالک عرفان و فقر و زہد و ریاض — کہ جن کی ذات سے اسلام کی بڑھی توقیر

علیؓ وصی رسولؐ و علیؓ ولی خدا — علیؓ اخی محمدؐ علیؓ بشیر و نذیر

حسنؓ حسینؓ علیؓ و محمدؐ و زہراؓ — انہیں کی شان میں آئی ہے آیہ تطہیر

محمدؐ ان پہ ہیں عاشق خدا محمدؐ پہ — نہ ان کا کوئی مماثل نہ ان کا کوئی نظیر

حسنؓ حسینؓ کے اوصاف کیا لکھے کوئی — خدا نے بخشی جنہیں قصرِ خلد کی جاگیر

حسنؓ حسینؓ پہ جسنے کئے ہیں جور و ستم — بجا ہے اُن کو کہوں گر شریر ابن شریر

یہ اجتہادی خطا کہنے والے احمق ہیں — کہاں وہ شیر خدا اور کہاں وہ روبہ حقیر

ہزار باتیں بنائے کوئی نتیجہ کیا — گناہ سے ہے زیادہ گناہ کی تعزیر

غلام ان کے ہیں حقدار جنت الفردوس — مخالفوں کو جہنم ہے اور عذاب سعیر

فضول ہرزہ سرائی ہے ان لعینوں کی — مناسب ان کو ہے دوزخ کیواسطے تشہیر

وہ کس طرح کے مسلمان تھے جن کے مذہب میں — روا تھا اُن کے لئے نیزہ خنجر و شمشیر

بتاؤں اپنا عقیدہ تمہیں مسلمانو — سُناؤں مذہب اسلام کی تمہیں تفسیر

ہے ایک قبلۂ دین ایک کعبۂ ایمان — متاعِ ہر دو جہاں حُبِّ شبرؓ و شبیرؓ

خدا کو علم ہے اُس کے سوا خبر ہے کسے — کہ ان میں کون صغیر اور کونسا ہے کبیر

مگر یہ ہم کو بھی معلوم ہے کہ ان کے سوا
تمام عمر گذاری ہے بے نیازی میں
نگاہ کی ہے عطا وہ خدائے قادر نے
ہیں ہیچ سامنے میرے جہاں کے بست و کشاد
مقدرات میں ہے دخل کوئی کس کی مجال
کسی کی کب ہے یہ طاقت کہ نیک ہو یا بد
وہ پورے کرتا ہے احکام اپنے عالم میں
ہزار عقل کو دوڑائے آدمی بیکار
خدا کے عشق و محبّت کا ہوں میں دیوانہ
نہ شمس بازغہ دیکھا نہیں نے جغمینی
مدارک اور جلالین بھی نہیں دیکھیں
شرح وقایہ ہدایہ کفایہ منصوری
موطا مسلم و مشکوٰۃ کے سُنے ہیں نام
بخاری اور شرح اسباب سے بھی ہوں محروم
نہ صرف و نحو نہ منطق نہ فلسفہ نہ نجوم
ہر ایک کہتا ہے اس پر بھی مولوی صاحب
اگر ہے جامۂ الفقر فخری زیب بدن
خدا کا بندۂ مقبول ہے وہی لاریب
وگرنہ صوفی پراگندہ سگ سے بدتر ہے

پسند حق کو نہ آئی کسی کی ہو تصدیر
مجھے خبر ہی نہیں کیا ہے شاہ کون وزیر
مجھے تو ایک نظر آتے ہیں غریب و امیر
ہے کارساز خدا میرا اور معین و نصیر
خدا نے پہلے ہی لکھ دی ہر ایک کی تقدیر
اُسی قدیر کے ہاتھوں ہے قلب کی تکریر
محال وعدوں کی خلاق کل کے ہے تغییر
محال ہے جو کسی چیز کی بھی ہو تنظیر
مجھے تو دُنیا کے جاہ و حشم سے ہے تنفیر
نہ صغریٰ کبریٰ پڑھی میں نے اور نہ قطبی میر
مگر سُنا ہے کہ قرآن کی ہیں یہ تفسیر
نہ ابن تیمیہ دیکھی نہ میں نے ابن کثیر
سُنا ہے رکھا ہے تفسیر کا بھی نام کبیر
قرآن یاد کیا تھا مگر بسن صغیر
اصول و حکمت و ہیئت نہ فقہ نے تفسیر
اسی خطاب سے عالم میں ہو گئی تشہیر
وہی ہے صوفی وہی مولوی وہی ہے فقیر
وہن بطبع کا جو پابند ہے بلا تزویر
ہے حرص و طمع کا بندہ تو قابل تکفیر

گذارتا ہے وہ اس طرح زندگی اپنی — کہ جس طرح سے ہو بے چین مبتلائے زحیر

خلوصِ دل سے ہر ایک کام چاہیئے کرنا — چھپے گا کس طرح جب ہے خدا علیم و خبیر

اَلَسْتُ سُن کے بَلیٰ کہدیا ہے جب ہم نے — تو پھر روا ہے کہاں ایسے عہد کی تکسیر

قلندرانہ روش رکھ خدا کا طالب بن — کہ تختِ شاہی سے بہتر ہو تیرا فرشِ حصیر

اِلَیْہِ یَرْجِعُ سے صاف یہ اشارہ ہے — ہر ایک چیز کی ہوگی خدا کی جانب سیر

خدا کا قول ہے مَنْ کَانَ ھٰذِہٖ اَعْمٰی — اُٹھایا جائے گا وہ شخص عاقبت میں ضریر

صراطِ فقر سے غافل رہے نہ ایک نفس — ہے اختیار میں ہر اک کے اپنا اپنا ضمیر

خدا کے فضل سے آسان و سہل ہوتی ہے — رہ طلب ہے اگرچہ بہت خطیر و عسیر

مے الست سے ہر وقت مست رہتا ہوں — شراب کیسی یہاں ہے حرام جام عصیر

فضول کام سے کیا فائدہ ہے اے بدنام — وہ کام چاہیئے کرنا ہو جس سے قلب قریر

مجھے غرض ہی نہیں کس لئے کروں تحقیق — زمین مربع ہے یا مستطیل یا ہے مدیر

خدا رسولؐ کی رکھ یاد جاگتے سوتے — اگر تو رکھتا ہے پہلو میں اپنے قلب زہیر

نفع نہ دیگا کبھی لخلخہ کسی شے کا — نہ کام آئے گا مرقد میں تیرے مشک و عبیر

نشاط سے نہ غرض ہو نہ کچھ سرور سے کام — ہمیشہ دل میں رہے اور زبان پہ رب قدیر

خدا وکیل و کفیل و مہیمن و جبار — خدا معین ہے ناصر ہے اور ولی و نصیر

اُسی پہ تکیہ توکل ہے عیش کرتا ہوں — کروں نہ کسب و ہنر اور میں نہ کچھ تدبیر

خدا ہی میرا ہے مقصود اور وہی معبود — نہ مجھ کو خلد کی خواہش نہ خوف نارِ سعیر

گدائی جب سے ملی ہے درِ محمدؐ کی — نظر میں جچتے نہیں میری ملک و تاج و سریر

ذرا جو غور کرو ہیں احد اور احمدؐ ایک — یہ میم پردۂ مضمر ہے تا نہ ہو تنکیر

یہ اُس کے قبضۂ قدرت میں ہے عطا کر دے
دوائے مرگ کو ما الحیات کی تاثیر

صلائے عام ہے جو چاہے اختیار کرے
خدا نے بخشی ہے ہر اک کو قوتِ تسخیر

وہ راہ چاہئے انساں کو اختیار کرے
حیاتِ جاوداں جس سے ملے پس از تدمیر

برائے عبرت و عرفان و علم دکھلائی
خدائے پاک نے لیل و نہار کی تدبیر

ہے عام لطف خداوند پاک زیبا ہے
اُتار ڈالے ہر اک اپنا جامۂ تدبیر

گلاب و عنبر و شہلا و نرگس و نسریں
سمن بروں کیلئے کر دیا انہیں تسخیر

بتائی شرم لجالو کو خالق گل نے
رکھی ہے نرگس شہلا کی آنکھ میں تشویر

کہیں ہے شہرتِ فرہاد عشق شیریں سے
ہے عشقِ گل سے کہیں عندلیب کی تشہیر

کوئی ہے قیس کوئی نل کسی کا رانجھا نام
کوئی ہے لیلیٰ کوئی ہے دمن کوئی ہے ہیر

جواہرات پہاڑوں کو موتی دریا کو
گلوں کو بخشا ہے خالق نے جوہرِ تعطیر

نہ پہنچے ایک بھی کنہ کو کُن کی کوئی فہیم
رہے ہمیشہ اگر محوِ حیرت و تفکیر

طلسم خانۂ عالم نے کر دیا حیراں
کہیں نظام کا دورہ ہے اور کہیں تمتیر

کہاں ہیں آتش و آباد و ناسخ و انشا
کہاں ہیں مصحفی و ذوق اور انیس و دبیر

صبا و جرأت و درد و ذکی و داغ و سہیل
بیان و شیفتہ و مونس و غریب و امیر

کہاں ہیں مومن و سودا کہاں ہیں حالی و برق
صبا و تفتہ کہاں ہیں کہاں جلال و اسیر

نہ انوری ہے نہ خاقانی اور نہ عرفی ہے
نظامی گنجوی باقی نہ اب غنی و ظہیر

نہ سعدی اور نہ حافظ نہ جامی و مخفی
سنائی ہے نہ کہیں اب نظیری کا ہے نظیر

کدھر ہیں مغربی و احمد و حسن یارب
کہاں ہے قیس کدھر ہے وہ اب لبید شہیر

نہ بابا نانک، و گوتم کا کچھ پتہ ہے کہیں
نہ تلسی داس ہے باقی جہاں میں اب نہ کبیر

ہر ایک ہستی کو ہونا ہے نیست آخر کار / سوائے قادر و قیوم ذوالجلال و قدیر

ہوئی ہے بزم بھی ویران ان کے جانے سے / سماء شاعری کا تھا ہر ایک بدر منیر

یقین ہے رحم کرے گا وہ ان کی روحوں پر / وہ ہے غفور و رحیم اور ہے سمیع و بصیر

رہو گے دوستو اک عمر محو استعجاب / سناؤں آپ کو گر اپنی خواب کی تعبیر

مئے ضلال و تغافل کو پی کے مست بنے / عجب طرح کی مسلمانوں کو ہوئی تحجیر

کیا ہے سود کو جائز منع زکوٰۃ ہوئی / خدا کے نام پہ دینے کو کہتے ہیں تبذیر

گئے خلافت و سلطان دونوں عالم سے / مگر یہ مولوی کھاتے ہیں اب بھی نان و پنیر

جمعیۃ العلماء نام جس کا رکھا ہے / معاندین کا رہتا ہے اس میں جم غفیر

امان و امن کا دورہ ہے علم کا مقصود / فساد و فتنہ اٹھاتے ہیں جاہل اور شریر

عمل بھی علم پہ لازم ہوا اگر تم نے / پڑھا ہے یحمل اسفارا اور حمل بعیر

سلف کی راہ کو چھوڑا ہوئے ہیں آوارہ / ہماری قوم میں دولت نہ عزت و توقیر

رسول پاک نے چھوڑا تھا کعبہ دق ہو کر / ہوئے تھے آپ مدینہ میں جا کے گوشہ گیر

خدا کی شان ہے امروہہ مجھ سے چھوٹ گیا / وطن بھی ہے میرا اور ہے وہاں میری جاگیر

مگر وہ پہنچی ہیں ایذائیں میرے دل کو وہاں / بیان کر نہیں سکتا ہوں جس کا عشر عشیر

محلہ سکھر و اجمیر اور سہارن پور / ہے میرے واسطے ہر ایک خطۂ کشمیر

مجال کس کی ہے حمد خدا لکھے بد نام

خموش ہیں یہاں سحبان لبید جیسے دبیر

اشارہ کر دیا لوگاں صاف قرآں میں / تو پھر مجال ہے کس کی جو کچھ کرے تحریر

سر نیاز جھکا کر تیری حضوری میں / یہ عرض ہے میری اے والی لطیف و خبیر

گناہگار ہوں عاجز ہوں اور درماندہ
ہمیشہ مجھ کو ستاتا ہے میرا نفس شریر

بحقِ فاطمہؓ زہرا و احمدِ مرسلؐ
طفیل حضرت علیؓ بہر شبرؓ و شبیرؓ

برائے حضرت صدیقؓ و عادل فاروقؓ
برائے حضرت عثمانؓ غنی امیرِ کبیر

برائے حمزہؓ و عباسؓ و خالدؓ و سلمانؓ
معاف کیجیو مولیٰ میری ہر اک تقصیر

نہ حزن و خوف میرے دل میں ہو کبھی پیدا
بحق خواجۂ عثمان و خواجۂ اجمیر

تمام خلق نے تیری کئے ہیں جتنے گناہ
وہ میرے نامۂ اعمال کا ہیں عشرِ عشیر

مگر مجھے یہ بھروسہ ہے تیری رحمت پر
معاف ہوں گی خطائیں میری صغیر و کبیر

الٰہی قلب منور ہو نورِ عرفاں سے
نہ اُٹھے کوئی مسلمان بروزِ حشر زفیر

نہ یہ غزل نہ قصیدہ نہ یہ رباعی ہے
خدا ہی جانے قلم کر گیا ہے کیا تحریر

جو چاہو نام رکھو اس کا حضرتِ بدنام
بخارِ دل کا کہو یا کہ معدہ کی تبخیر

ھُوَالعَلِیُّ الکَرِیم

علیؓ علیؓ ہے علیؓ عالی و علیؓ سرور
حسنؓ حسینؓ ہیں شہزادے جس کے شمس و قمر

علیؓ وصیِ رسولؐ علیؓ ولیِ خدا
قسیمِ خلد علی اور قاسمِ کوثر

درِ مدینۂ علمِ نبیؐ علیؓ ولی
اخی احمدِ مرسلؐ و فاتحِ خیبر

حبیب حق کے محمدؐ علیؓ محمدؐ کے
نہ کس طرح پھر انہیں چاہے خالقِ اکبر

کہاں ہے ساقی بادہ کش شرابِ الست
مجھے بھی آج تو اُس مے کا جام دے بھر کر

کہ جس کے پینے سے ہو جائے وہ سرور مجھے
ہر ایک چیز ہو کون و مکاں کی پیشِ نظر

سماں وہ باندھے بہارِ دو کون کا خامہ
کہ جس کو دیکھ کے رضواں بھی رہے ششدر

فرشتے آئیں تماشہ کو اس گلستاں کے
ہوں شاخِ خامہ سے پیدا کچھ ایسے برگ و ثمر

لکھوں وہ مطلع کہ ہو صاف مطلع انوار / کہ جس کو سن کے پڑھیں کلمہ سارے جن و بشر

محمد عربی کا اخی شہِ خیبر(رض) / ہے قدسیوں میں لقب جس کا حیدر و صفدر

نسیم صبح یہ اترا کے مجھ سے کہنے لگی / کھڑی ہے بادِ صبا ساتھ میرے باندھے کمر

جو حکم ہو تو کریں ہم چمن کی آرائش / کہ ہم نے دیکھی ہے برسوں میں آج ایسی سحر

دیا جواب یہ میں نے اُسے کہ بسم اللہ / خدا کے نام پہ سب کام تم کرو جاکر

صفائی گلشنِ عالم کی کرکے بادِ صبا / بُلائے ابر کو چھڑکاؤ وہ کرے آکر

نسیم جاکے کھلا تو ہر ایک غنچہ کو / روش روش سے اُٹھے بوئے صندل و عنبر

گُلِ اشرفی ہو تیار نذر دینے کو / لجالو شرم سے آنکھیں اُٹھائے اب اوپر

ہوا ہے ختم بس اب انتظار نرگس کا / اُسے بھی آئے گا مطلوب اُس کا آج نظر

چمیلی موتیا رابیل عبہر و شہلا / یہ آج لالہ کا دھو ڈالیں خوب داغ جگر

ہے شبو سوسن و ریحان و مہندی داؤدی / روش روش پہ ہیں شمشاد و سرو باندھے کمر

غبار دل میں بھی رہنے نہ پائے بلبل کے / نہ رنج کا رہے باقی کسی کے دل پہ اثر

سنوارے کاکل خمدار اپنے سنبل بھی / چمن میں شمع بنا کر جلائیں عود و اگر

روش پہ باندھے ہوئے صف ہیں آفتاب پرست / یہ کہدو اُن سے کہ رُخ پھیر لیں نہ آج ادھر

خموش رہنا کچھ اچھا نہیں پڑھیں تسبیح / یہ خضر سبزہ کو تاکید کردو تم جاکر

زبانِ حال سے سوسن بھی پڑھ رہی ہے کچھ / سُنا رہی ہے ہر اک گل کو نغمہ بادِ سحر

ہوئی ہے گلشنِ عالم کی اس طرح تزئین / عجب نہیں ہے کہ قدسی بھی دیکھیں آکے اگر

اس آرزو میں کہ ہم بھی کرینگے اُن پہ نثار / کھڑے ہیں کیلے بھی دامن میں خوشے لیکر

سجے ہیں کون و مکاں آج اس طریقہ سے / کہ جیسے آتا ہے کونین کا یہاں سرور(ص)

فلک پہ قدسی یہ مجھ سے اشارے کرتے ہیں
وہ دیکھ سامنے آتا ہے فاتح خیبرؓ

علی ہے نام اخی محمدؐ عربی
خدا کا نور ہے اور انبیاءؑ کا نورِ نظر

ہے زوج فاطمہ زہراؓ و قبلۂ حسنینؑ
سخاوت اور شجاعت ہیں جس کے دو چاکر

بروزِ حشر وہ سلطان اولیائے جہاں
لوائے حمد کھڑے ہوں گے ہاتھ میں لیکر

نجات سایہ میں اُسکے ملیگی اُن کو ضرور
محبّ پنجتنؓ پاک ہوں گے جتنے بشر

وِلائے پنجتنؓ پاک گر نہیں دل میں
تو اُس کے واسطے لازم ہے ہوگی نارِ سقر

علیؓ کی خاکِ قدم سے شرف نجف کو ملا
علیؓ کے دم سے جلی شمع دینِ پیغمبرؐ

علی کا مرتبہ کیا جانے کوئی دُنیا میں
خدا ہی جانے اُسے یا کہ اُس کا پیغمبرؐ

رسولؐ پاک نے فخر اپنا فقر کو سمجھا
بنے خزینۂ عرفان کے علیؓ افسر

گدائے درگہ عالی ہیں اولیاؒ اُس کے
ہے واصلانِ الی اللہ کا وہی رہبر

علی خدا کا بھی ہے نام اور علیؓ کا بھی
یہ راز وہ ہے کہ اس کی نہیں ہر اک کو خبر

جو عارفانِ خدا ہیں وہ سب سمجھتے ہیں
خدا و بندہ میں جو کچھ بھی راز ہے مضمر

پھنسے جو علم کے جھگڑوں میں وہ رہے محروم
جو اہلِ بیتؓ کے خادم ہوئے بنے افسر

جہاں میں گذرے ہیں جتنے بھی قطب و غوث و ولی
علیؓ کے گھر ہی سے لائے ہیں جھولیاں بھر کر

انہیں کے فیض سے اسلام پھیلا عالم میں
ہر ایک قطب و ولی ہے انہیں کا دست نگر

جہاں کے سالک و مجذوب ہیں غلام علیؓ
علیؓ علیؓ ہی وظیفہ ہے اُن کا آٹھ پہر

سُناؤں علم کا اور علم والوں کا قصّہ
بتائے علم نے کس کس کو کیسے کیسے ہنر

حسینؓ ابن علیؓ پہ یزید نے فتوے
لیا تو بارہ سو مُہریں تھیں فتوی کے اوپر

منع تھا پانی اُنہیں پینا نہر و دریا کا
روا تھا اُن کے لئے آب نیزہ و خنجر

ہوئی تھی بند ہر اک چیز کھانے پینے کی
ہے سجن مومن دیندار کے لئے دُنیا
طویل قصہ ہے ہر ایک اس سے واقف ہے
امینِ حق کے ظلوم و جہول بندے ہیں
یہ روبہ بازیاں کیا جانیں اُنکو کیا معلوم
علیؓ کے سایہ دامن میں جو کوئی ہو گا
پناہ شیرِ خدا ہو گئی ہے جس کو نصیب
ہوا ہے کیا تجھے بدنام کیوں ہوا گستاخ
نہ علم تجھ کو نہ شعر و سخن کے فن میں کمال
یہ مانا ہرزہ سرائی تجھے کچھ آتی ہے
غزل رباعی کا لکھنا تو سہل ہے لیکن
بجائے نقطۂ و الفاظ کیا تعجب ہے
ہے دھوم تیری روانی طبع کی دُنیا میں
جھمکتے رہتے تھے تجھ سے سعید و شمس و نظیر
ہمیشہ برق و شرر تجھ سے چھپتے پھرتے تھے
جہاں کہیں تری تیغِ سخن چمکتی تھی
عبث تعلّی ہے کچھ بات کام کی کر لو
بحق احمدؐ مرسل محمدؐ عربی
بحق شبّرؓ و شبیّرؓ و فاطمہؓ زہرا

زمین کرب و بلا بن گئی تھی مثلِ سقر
ہے جنّت اُنکے لئے جو ہیں کافر اکفر
بتاؤں کیا تمہیں یہ علم ہی کے تھے جوہر
امانت اُس کی اُٹھاتے ہیں ہو کے سینہ سپر
جہاد میں یہ نکلتے تھے بن کے شیر ببر
کہیں نہ خوف نہ حزن و ملال ہے اُس پر
کرے گا کیا کوئی بتلائے اُسکا خوف و خطر
تیری زبان و قلم نعت لکھ پیغمبرؐ
ادب کی حد سے تو باہر نہ ہو خدا سے ڈر
مگر یہ تو نے مناقب کا کھولا ہے دفتر
قصیدے لکھنے پہ چلنے لگا قلم اکثر
قلم سے تیرے نکلنے لگیں اگر گوہر
سُنے ہیں طبع گہر بار کے تیری جوہر
کبھی نہ سامنے تیرے ہوئی قمر کی نظر
کہ جیسے مہر سے آنکھیں چُراتی ہے شپّر
زبان کھول نہ سکتے تھے وہاں زباں آور
خدا سے عرض کرو تم یہ ہاتھ پھیلا کر
بحق حضرت مولا علیؓ سرو سرور
بحق چاردہ معصوم و آل پیغمبرؐ

الٰہی بارہ اماموں کا صدقہ اور طفیل
نگاہ لطف و کرم کی سدا رہے مجھ پر

ضعیف ہیں تو قوی ہیں فقیر تو ہے غنی
گناہگار ہوں میں اور تو کرم گستر

بحق خواجہ حسن بصری و فضیل عیاض رح
بحق خواجہ ممشاد اے میرے داور

تو اپنے عشق میں سرشار و مست رکھ مجھ کو
نہ میرے دل میں ہو تیرے سوا کسی کا گذر

جو تیرے بندے ہیں مقبول اُن کے ساتھ رہوں
وہی ہوں مونس و ہمدم میرے وہی رہبر

جیوں تو اُن کا کروں اتباع مرنے تک
مروں تو ساتھ رہے اُن کا میرا تا محشر

رفیق ہوں وہی دُنیا میں اور عقبے میں
انہیں کے ساتھ ہوں محشر میں اے امیر داور

بحق خواجۂ عثمان و خواجۂ اجمیر
لقب ہے جن کا جہاں میں عطائے پیغمبر صلعم

بحق حضرت مخدوم و خواجۂ قطب الدین
ہیں سجدہ گاہ ملک جن سے دہلی و کلیر

بحق حضرت قدوس و خواجہ شمس الدین
کہ جن سے تیری محبت کے ملتے ہیں ساغر

عجب نہیں ہے کہ بدنام جیسا فرزانہ
بنائے کعبہ وہ گنگوہ و پانی پت کو اگر

بحق حضرت خواجہ جلال دین ولی
بنا ہے مخزنِ عرفان جن سے تھانیسر

بحق بابا فرید و بحق خواجۂ نظام
بحق خواجہ نصیر چراغ دین پرور

بحق حضرت ہادی و باری و رحمٰن
بحق دوست محمد صلعم قلندر حیدر

جہاں میں گذرے ہیں جتنے ولی نبی ع و رسول صلعم
ہوئے ہیں جتنے بھی یارب شہید جنگِ بدر

انہیں کے ساتھ ہو ممتاز روز محشر میں
انہیں کے لطف و کرم کا ہو اس کے سر پہ چتر

غلامی ان کی میسر رہے ہمیشہ مجھے
یہی ہے عرض میری تجھ سے اے امیر داور

بنا دے ایسا مجھے بے نیاز و مستغنی
نہ مجھ کو نفع کی خواہش رہے نہ خوفِ ضرر

کہ التجا میری مقبول ان کے صدقہ سے ہے
مجھے بھی چاہنے والوں میں اپنے داخل کر

گناہگار ہوں بدنام ہوں ذلیل ہوں میں
مگر عطا و کرم کب تیرے مقید ہیں
یہ کیا تھا گر نہ تھی رحمت تیری تو اے رحمان
گناؤں کیا تجھے سب کچھ تجھے تو ہے معلوم
تمام خلق نے تیری کئے ہیں جتنے گناہ
مگر ہے کافی انہیں قطرہ بحرِ رحمت کا
تو کر معاف خطائیں میری خفیف و ثقیل

سیاہ کار ہوں سب کچھ ہے یہ مجھے باور
خلیل ع جیسا جنے بیٹا زوجۂ آذر
کہ آگ لینے گئے بن کے آئے پیغمبر ع
نظر میں ہیں تیری رحمت کے سینکڑوں منظر
وہ ہے نمونہ گناہوں کا میرے ادنیٰ تر
گھمنڈ و ناز ہے مجھ کو یہ تیری رحمت پہ
بنا دے دل کو میرے نورِ معرفت کا قمر

سُنے جوان کو وہ کلمہ پڑھے محمد ص کا
الٰہی اتنا تو اشعار میں ہو میرے اثر

ھُوَ العلیُّ الکریم

علی رض ولی خدا و علی رض وصی رسول ص
علی رض ہیں مصدرِ علمِ نبی ص و علمِ خدا
علی رض ہیں صفدر و حیدر علی رض ہیں شیرِ خدا
کسے خبر ہے کہ دربارِ مصطفائی ص سے
تمام خلق میں دیکھو بشر ہی تھا جس نے
ملائکہ کو ہوا حکم اس کو سجدہ کرو
عدول حکمی سے ابلیس بن گیا مردود
علی رض و فاطمہ رض حسنین رض و سرورِ عالم ص
الٰہی تجھ سے دعا ہے یہ مومنوں کے لئے

علی رض اخی محمد ص علی رض ہیں زوجِ بتول رض
انہیں کی ذات سے ہے علمِ معرفت کا حصول
علی رض ہیں فاتحِ خیبر علی رض سخی و حمول
خدا کو علم ہے کیا کیا ہوا علی رض کو وصول
اُٹھایا بارِ امانت بنا ظلوم و جہول
فرشتے جھک گئے انسان ہو گیا مقبول
خدا نے حضرتِ آدم ع کی توبہ کر لی قبول
سوائے ان کے محبت ہر اک بشر سے فضول
انہیں کی تیغِ محبت کا ہو ہر اک مقتول

انہیں کے عشق و محبت کا مجھ کو سودا دے
انہیں کے عشق و محبت میں رکھ مجھے مشغول

محبِ پنجتن پاک ہو دل و جان سے
ہر ایک فردِ مسلمان کا بس یہی ہو اصول

لگا کے آنکھوں میں سرمہ لوں انہیں حقیقت ہیں
علی کی خاکِ قدم کا اگر ملے محلول

خدا کے دوست محمدؐ علیؓ محمدؐ کے
محبت ان سے ہے گر مجھ کو وجہ ہے معقول

علیؓ کے عشق و محبت نے کر دیا بیخود
نہ چاہیئے مجھے مشروب اور نہ اب ماکول

پڑے ہیں شک و شبہ میں ہزاروں بدقسمت
دماغ جن کا خدا نے بنا دیا مجہول

علیؓ شیرِ خدا میرا یہ عقیدہ ہے
نجات آپ کی حبّ ولا پہ ہے محمول

تمہارے عشق و محبت میں عمر گذری ہے
رہا ہے میرا ہمیشہ سے بس یہی معمول

ہزاروں آپ کی الفت سے روکتے ہیں مجھے
سناتے رہتے ہیں اکثر وجوہ نامعقول

ہے صاف آیۂ تطہیر کی یہی تفسیر
نہ ان میں ہے کوئی فاضل نہ کوئی ہے مفضول

نہیں ہے خوف اسے دو جہاں میں اے مولیٰ
رہے کرم یوں ہی بدنام پر تیرا مبذول

ھُوَالکَارِسَاز

ہماری قوم کی حالت ہوئی بہت ابتر
الٰہی صدقہ محمدؐ کا اس پہ رحمت کر

خطا کسی کی ہے اس میں نہ ہے کسی کا قصور
کیا ہے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا حال ابتر

ہوئی ہے مذہب و ملت سے ہم کو آزادی
خدا رسولؐ کے احکام پر نہیں ہے نظر

یہودیوں کی سی حالت ہوئی ہے آج اپنی
نہ سلطنت ہے نہ عزت نہ علم و مال و ہنر

نہ سرپرست ہمارا رہا ہے کوئی دنیا میں
بنے ہیں دھوبی کے کتے جگہ ادھر نہ ادھر

ہماری قوم میں اب ایسے ہو گئے ہیں خسیس
کہ خون بھائی کا پیتے ہیں کتنے بداختر

نماز و روزہ و حج و زکوٰة سے ہم نے
لئے وہ کام جو کرتے نہیں ہیں تیغ و تبر

کبھی تو ہم کو دلِ آزاریوں کا شوق بڑھا
کبھی خیانت و بددینی پر بندھی ہے کمر

اگر کسی سے میں کہتا ہوں تم بنو مومن
وہ کوستے ہیں مجھے خوب پانی پی پی کر

یہ آج کایا پلٹ ہوگئی ہے دُنیا کی
یزید ہم میں ہیں ہزاروں نہیں حسینؑ مگر

ہوا ہے منتشر ایک ایک فرد اب اس کا
وہ قوم رہتی تھی غیروں سے بھی جو شیر و شکر

نہ بھائی بھائی کا حامی نہ باپ کا بیٹا
جُدا بہن سے ہے بھائی تو ماں سے ہے دختر

حلال سود و خیانت ہے اور مالِ یتیم
حرام فاتحہ پڑھنی ہے قبر کے اوپر

کسی ولی کی ہے عزت نہ احترام نبیؐ
اُجاڑ ہیں مسجدیں آباد ہوگئے مندر

ہر ایک قوم کو مذہب کی اپنے الفت ہے
مگر ہمارے دلوں پر ہے اس کا اُلٹا اثر

جو صوفی مشرب و دیندار ہے کوئی عالم
تو اُس کی کرتے ہیں تضحیک نام لے لیکر

ہزاروں پھبتیاں اُڑتی ہیں اُس پہ جلسوں میں
کوئی بتاتا ہے ریچھ اُس کو اور کوئی بندر

ہے جن کی داڑھی صفا چٹ وہ سچے مسلم ہیں
وہ سب کے ہادی ہیں مقبول اُن کا ہے لیکچر

کھڑے ہیں سوٹ سجائے وہ صحن مسجد میں
گلے میں ٹائی بھی ہے اور خوشنما کالر

بغیر بوٹ نکلنا ہے اُنکو گھر سے حرام
پہنتے ہی نہیں وہ کوٹ گر نہ ہو مفلر

مجھے تو نام نہیں آتے کیا بتاؤں تمہیں
رکھا ہوا ہے جو کوٹھی میں اُن کی فرنیچر

پتہ لگے اُسے اُس وقت اپنی ہستی کا
جو دیکھے غور سے اکبر کا کوئی لٹریچر

کہیں ہے وسکی و الڈام کا دمادم دور
کہیں ہے بسکٹ و بیف اور کہیں ہے آلو مٹر

مسائل شرعی پر اُڑاتے ہیں ٹھٹّے
کرے ہے وعظ اگر کوئی برسرِ منبر

برش سے کرتے ہیں دانتوں کو صاف دو دو وقت
کریم اُس پہ لگاتے ہیں یا کوئی پوڈر

پکارتے ہیں وہ مس کہہ کے اپنی لڑکی کو — وہ جانتے ہی نہیں کیا ہے جانور دختر
کیا ہے پانی بھی اب ترک گھر کے برتن کا — ہے لیم جوس کسی کو پسند یا جنجبر
ہے عیب اُن کے لئے کس طرح کریں مسواک — وضو سے کون کرے ہاتھ پاؤں اپنے تر
نماز میں وہ اُٹھیں بیٹھیں کس طرح کہئے — سجا ہوا ہے جو پتلون اُن کی ٹانگوں پر
یہ ہوشیاریاں تم غیر قوم کی دیکھو — جو اُس نے دیکھا کہ فیشن کا ہے جہاں میں اثر
بڑھے گا خرچ تو ہو گی تباہ قوم اپنی — کرا دو اب کوئی تم ان کو ایسا گُر ازبر
سبق یہ سب کو دیا چپلی پاؤں میں پہنو — بجائے سرج و فلالین پہنو سب کھدر
کہاں گاڈاسن و کرنال شاپ سب چھوڑ دو — بجائے ہیٹ رکھو گاندھی کیپ سر پر
سفر کہیں کا ہو درپیش تھرڈ میں جاؤ — نہیں تو سائیکل اچھی ہے سب سے بہر سفر
مگر ہمارے مسلمان بھائی ایسے ہیں — پسند اُن کو نہیں آتا تھرڈ کیا انٹر
کٹائے عورتوں نے بال اوڑھنی پھینکی — سجائی لومڑی کی کھال کوٹ کے اوپر
اُتار پھینکا ہے ٹانگوں سے پائجامہ بھی — پہن کے پھرتی ہیں بےخوف عورتیں نیکر
لیا ہے مردوں کا سب کام عورتوں نے سنبھال — لگاتی پھرتی ہیں پکٹنگ وہ دُکانوں پر
ہمارا مذہبِ اسلام ایسا محکم تھا — نکال سکتا نہ تھا نقص اس میں کوئی بشر
اور اب بھی ایسا ہی مستحکم و مکمّل ہے — ہر ایک حکم ہے قولِ خدا و پیغمبرؐ
ہزار رنگ زمانہ اگر بدلتا جائے — گھٹانا پڑتا نہیں اس میں کوئی زیر و زبر
مگر علاج ہے کیا اس کا اپنے ہاتھوں سے — کئے ہیں داخلِ اسلام آج وہ عنصر
کہ جس سے ہو گیا مشہور یہ زمانہ میں — نہیں ہے مذہبِ اسلام ایسا کچھ بہتر
نئے فیشن کے مکانوں میں اب جگہ ہی نہیں — کہاں ہے طاق جو قرآن کو رکھیں اس پر

گذر گئی میری سب عمر دکھ یہی روتے
مگر کسی نے بھی کروٹ نہ لی ادھر سے اُدھر

الٰہی تجھ سے ہی فریاد میں تو کرتا ہوں
ہے تیرے قبضۂ قدرت ہی میں قضا و قدر

ہماری قوم پہ کر رحم اور اسے تو سنبھال
بحق سرور کونین و شافع محشر

ہر ایک قوم میں ہے انتظام خودداری
ہمارا کوئی نہیں سرپرست اور یاور

بنا دے ہم کو مسلمان بس یہ کافی ہے
نہ ہم کو چاہیئے دولت نہ مال اور لشکر

ہماری قوم کو اسلام کی محبّت دے
ادب حیا سے بھی کر دے انہیں تو بہرہ ور

عطا وہ قوّتِ اخلاق کر کہ جس کے سبب
جُھکائیں گردنیں آکر قوی و زورآور

ہزاروں خالدؓ و سلمانؓ اسمیں پیدا ہوں
علیؓ شیرِ خدا کے چلیں وہ قدموں پر

گھٹایا ہم کو فلک نے مگر بڑھا دے تو
ہلال ہوتا ہے جس طرح رفتہ رفتہ قمر

الٰہی جاری ہے جب تک نظام دُنیا کا
ہیں جبتک ارض و سما و نجوم و شمس و قمر

نمود و بود ہے جب تک ریاضِ دُنیا کی
کھلائے غنچوں کو جبتک جہاں میں بادِ سحر

وجود باقی ہے جس روز تک سمندر کا
صدف سے ہوتے رہیں پیدا جب تلک گوہر

عروج دمبدم اسلام کو عطا فرما
ہمارے ہاتھوں سے اُس کے نکل گئے پنجر

یہ دین تیرا ہے رکھ اس کو تو سدا قائم
ترقیوں پہ الٰہی رہے یہ تا محشر

خطائیں کیجو بدنام کی تمام معاف
بحق احمدؐ مرسل و آلِ پیغمبرؐ

هُوَالْمُعِیْنُ

یا الٰہی کب رہا مجھ کو خیال پیش و پس
جُرم و عصیاں ہی میں گذرا عمر کا ہر اک نفس

ظاہری حج و زکوٰۃ و روزہ اور کلمہ نماز
دھوکہ دینے کیلئے لوگوں کو ہم کرتے ہیں بس

ظاہر و باطن ہمارا ہو گیا بالکل خراب
سود ہم نے کر لیا جائز کہ ہو دولت فزوں
ہم نے ایسی ایسی کر لیں خصلتیں اب اختیار
ہے مسلمان وہ بھی جو کھا جائے سب بھائی کا مال
بائے بسم اللہ و سینِ ناس سے مطلب یہ ہے
غفلت و دیوانگی میں عمر سب کھوتا رہا
آہ کل لنگر تھے جاری تھی نیت جبتک درست
بھائی کیسے کون ہیں احباب جا جہنم کیا
دین ہو برباد یا دنیا میں ہوں ہم روسیاہ
گر حبیب اللہ سخی ہے اور عدو اللہ بخیل
کیوں ہوا بدنام تو گمراہ ڈر اللہ سے
دین و دنیا میں کریگا خوار یہ حق العباد
کل پڑے گا قعرِ دوزخ میں یقینی دیکھنا
لیگیا فرعون اور قارون اس دنیا سے کیا
کبر و نخوت خاک میں مل جائینگے سب ایکدن
دشمنانِ دین و ایماں ہیں تیرے اہل و عیال
کام دے گا حشر میں ایمان اور قلبِ سلیم
ہے زباں پر اللہ اللہ اور دل میں گاؤ خر
دل دکھانا اور غصب کرنا پرائے مال کا

اپنے محلوں پر لگائے ہم نے سونے کے کلس
اپنے ہاتھوں میں لیا ہے انتظامِ پیش و پس
کوئی ہے چانڈو کا عادی کوئی پیتا ہے چرس
وہ بھی مومن ہے کہ جس کے دل میں ہے حرص و ہوس
کار و بارِ دو جہاں کے واسطے قرآن ہے بس
گو پتہ دیتا رہا ہر ایک ساعت کا جرس
آج دولت جمع کر کے کھاتا ہوں ماش و عدس
ہم خدا کا بھی نہیں رکھتے ہیں اب دل میں ترس
جاری رکھیں گے یوں ہی سب کام تا آخر نفس
ہوں ہوا ہے آج تو دولت پہ اپنا دسترس
مرنا اک دن ہے اگر جیتا رہے لاکھوں برس
کر رہا ہے جمع دوزخ کیلئے کیوں خار و خس
ہیں میسّر آج یہ مانا تجھے فیل و فرس
ہیں کہاں اب اُن کے وہ لعل و جواہر کے کلس
واں نہ بیٹی اور نہ بیٹا ہے نہ یار ہمنفس
دیکھ لے قرآن میں لکھا ہے کیا اے بوالہوس
دولتِ قارون بھی ثابت ہو گی واں خاشاک و خس
ہیں خدا کے سامنے تجھ یہ عیاریاں کیوں اے دنس
اس کی جو کچھ ہے سزا دے گا تجھے اللہ بس

کر لیا میں نے مکمل ہر طرح علم حدیث
ہاں مگر یہ سوچتا رہتا ہوں میں اے ہم نفس

اہلِ بیتؓ مصطفیٰؐ کا نام کیوں اس میں نہیں
حضرت جابرؓ کہیں راوی کہیں حضرت انسؓ

عقل آئے گی تجھے بیکار اُس دن جب ترا
طائرِ روح مقید چھوڑ جائے گا قفس

چھوڑ دی پرواز بنتا جس سے تو عرش آشیاں
کیوں گرا مردار پر اے بیحیا مثلِ مگس

کاسۂ سر ٹھوکروں سے آج وہ پامال ہیں
لعل و گوہر تاج میں ٹکتے تھے جنکے ہر برس

پہلے اپنے گرد تن لیتی ہے جالا عنکبوت
جب کہیں پھنستی ہے اُسکے دام میں آ کر مگس

فَاحْذَرُوْا فرما رہا ہے جن کے حق میں خود خدا
تو نے کیوں لپٹا لیا ہے اُنکو ظالم پیش و پس

سعی و حُبِّ جاہ و زر بخل و خیانت کفر ہیں
یاد رکھ اے بیحیا اللہ بس باقی ہوس

کارساز و قادر و قیوم مولائے من است
جُز خدائے دو جہاں را من نہ پروائے کس

یا الٰہی از طفیلِ مصطفیٰؐ و مرتضیٰؓ
واز برائے فاطمہؓ حسنینؓ یارا ہر نفس

وہ مرا ایمانِ کامل خاتمہ فرما بخیر
کن عطا عشقِ محمدؐ دور کن از دل ہوس

ہے توقع مجھ کو یہ اُس کی کریمی سے ضرور
ابرِ رحمت قبر پر بدنام جائے گا برس

ھُوَ الرَّحِیْم

حالِ دل میں کیا کہوں تجھ سے میرے پروردگار
راز ہے وہ کونسا تجھ پر نہیں جو آشکار

مدعا ہر ایک کے دل کا تجھے معلوم ہے
ہے رجا سے مطمئن یا خوف سے وہ بیقرار

میں کروں کیا میرا دل ہر وقت ہی بے چین ہے
برق کی صورت مرے سینے میں پھرتے ہیں شرار

آگ سی سلگی ہوئی معلوم ہوتی ہے مجھے
دل میں گھٹ گھٹ کر دھواں اٹھتا ہی دل کا اضطرار

غور کرتا ہوں اگر اس کے سبب پر میں کبھی
اس بڑھاپے میں مجھے رہتا ہے کیوں آئے انتشار

تو یہ آتا ہے سمجھ میں دیکھتا ہوں جب کبھی
حلم و زہد و اتقا اخلاق و حزم و اتفاق

دھوم تھی دنیا میں ہم کہلاتے تھے فخر الامم
نعرۂ اللہ اکبر تھا ہمارا طبل جنگ

کوئی حائل ہی نہ ہوتا تھا ہماری راہ میں
علم و فن کسب و تجارت ہمت و مردانگی

سارا یورپ جہل میں تھا مدتوں سے مبتلا
آج دنیا میں ہماری اپنی تصنیفات کی

جس جگہ جاؤ گے دیکھو گے ہمارے ہی نشان
چھان ڈالے دشت و صحرا کوہ و دریا ہم نے سب

جب کسی جانب ارادہ ہو گیا پورا ہوا
کوئی طاقت ہم کو دنیا کی ڈرا سکتی نہ تھی

اپنے پاؤں پر کھڑے ہوتے تھے ہم ہر کام کو
اب قدم اٹھتا نہیں اپنا سہارے کے بغیر

آج کل پیدا ہوئے ہیں ہم میں کچھ ایسے حریص
بھائی کا گر مال ہاتھ آئے تو چٹ کر لیں اسے

گر خدا کا خوف ہوتا کیوں آتیں ہوتیں خصلتیں
ہوشیاری اور چالاکی ہیں بیشک ہم مشاق خوب

اس قدر بیباک ہو کر ہم بناتے ہیں حساب
قوم مسلم ہو گئی ہے آج کل بے برگ و بار

خلق و اعمال نکو سب کر گئے ہم سے فرار
ساری دنیا پہ ہمیں حاصل تھا عزو افتخار

اک مسلمان چیر دیتا تھا ہزاروں کی قطار
تھے تفرج گاہ اپنے صحن دشت و کوہسار

دیکھ کر ہم کو بلائیں لیتے تھے لیل و نہار
سیکھ کر ہم سے بنا وہ آج فرد روزگار

ہیں کتابیں اتنی کر سکتا نہیں کوئی شمار
خانقاہوں مدرسوں سے پر تھے امصار و دیار

ریل تھی جب اور نہ دریا میں جہازوں کی قطار
ہم چلے جاتے تھے اپنے پاؤں پر ہو کر سوار

اک فقط اللہ پر تھا ہاں توکل استوار
ہم نہ کرتے تھے مدد کا دوسرے کی انتظار

دے مدد کافر ہو مشرک یا کوئی ہو دیندار
جن کا مطلب ہے حصول جاہ و زر عزو وقار

جانتے ہی وہ نہیں کیا چیز ہے روز شمار
کیوں خیانت اور غصب کو کرتے ہم اپنا شعار

عقل پر ہے زندگی کا آج کل دار و مدار
لینے کے دینے پڑیں گر دے ہمیں کوئی ادھار

جس قدر تکلیف پُہنچے قرہیں تھوڑی ہے وہ
جبکہ ہم نے خصلتیں مذموم کر لیں اختیار

خوفِ عقبیٰ کا نہ کچھ دُنیا کی رُسوائی کا ڈر
بے حیائی ہم نے جب کرلی ہے ایدل اختیار

یہاں تو گذرے عمر اپنی راحت و آرام میں
عاقبت کی فکر سے کیا فائدہ ہے باربار

ہے مسدس حالیِ مرحوم ہیرا عکس حال
لکھ گئے ہر ایک کی حالت کو وہ تفصیل وار

تو ڈی کہلاتے ہیں وہ جو حامیِ اسلام ہیں
دشمنِ اسلام جتنے وہ ہیں اپنے یارِ غار

چھوڑ اے بدنام اس قصّہ کو اپنا کام کر
یہ فسانے اب نہیں سُنتا ہے کوئی نابکار

صاحب معراج و سُبحان الّذی کے تاجدار
سرورِ کونین محبوبِ خدا عالی وقار

رحمۃ اللعٰلمین شمس الضحےٰ بدر الدجےٰ
اے انیسِ عاصیان و بیکسان و بیقرار

باعثِ تکوینِ عالم ذات والا آپ کی
آیۂ لولاک سے یہ ہوگیا ہے آشکار

والضحیٰ والشّمس واللیل والم نشرح سے خوب
کھُل گیا اللہ نے تم کو دیا جو اقتدار

ہے علی رضؓ و فاطمہ رضؓ حسنینؓ کا جو مرتبہ
وہ تجھے معلوم یا جانے تیرا پروردگار

حضرتِ فاروقؓ اعظم اور عثمانؓ غنی
حضرت صدیقؓ اکبر ہیں تمہارے یارِ غار

ہے علیم اللہ اور واقف ہیں حضرت آپ بھی
کیا کروں تفصیل کافی ہے یہی بس اختصار

میری بداعمالیاں حد سے تجاوز کر گئیں
فکر ہے مجھ کو یہی ہر وقت ہر لیل و نہار

یہ بھی ہے معلوم مجھ کو اور ساری خلق کو
آپ کو اللہ نے جو کچھ دیا ہے اختیار

عاصیوں کی ہے شفاعت آپ ہی کے ہاتھ میں
نفسی نفسی کرتے ہوں گے سب نبیؑ روزِ شمار

اُمتی ہوگا زباں پر آپ ہی کی اے حضورؐ
حشر میں ہوگا کسی کا بھی نہ ایسا اقتدار

مجرم و عاصی ہوں لیکن اُمتی ہوں آپ کا
گوشۂ چشمِ کرم کا میں بھی ہوں اُمیدوار

صدقہ حسنین و علی فاطمہ کا اے کریم
غایت لطف و کرم سے خالق کونین نے
رحمۃ اللعلمیں ہو اور شفیع المذنبیں
اپنی امت پر خدارا رحم ہی کرنا حضور
آپ کے لطف و کرم کی ہو گئی بارش اگر

حشر میں چشم کرم سے دیکھ لینا ایک بار
بخشش امت کا رکھا آپ ہی پر انحصار
عرض خدمت میں کروں گا آپ کی میں بار بار
حد سے افزوں ہو گیا ہے آپ اب عصیاں کا بار
ایک دم میں ہو گا سارے عاصیوں کا بیڑا پار

خوف کیوں ہو آپ کے ممتاز عاصی کو حضور
تم شفیع المذنبیں ہو ہے خدا آمرزگار

ھُوَالمُھَیمِنُ

کر رہا ہے زاہد نافہم کیا مجھے خطاب
رند مشرب رات دن رہتے ہیں یاد و بود میں
تو ہے خود مطلب پھنسا ہے دام خلد و حور میں
تیری نادانی میں گذری عمر ساری بدنصیب
علم و طاعت سے تجھے یہ فائدہ پہنچا کہ تو
دل میں گر رکھتا طلب اللہ کی اے بے شعور
جذبہ راہ خدا کی شرط ظلم و جہل ہے
جز خدا دل میں نہیں رکھتا جو الفت غیر کی
ہوش میں آ کھول آنکھیں یاد کر اور غور کر
احسن تقویم تیری شان تو اسفل میں ہے
مال اوروں کا بھی کھانے کو سمجھتا ہے حلال

کیا خبر تجھ کو نہ دیکھے عشق کی جبتک کتاب
اس عبادت ظاہری سے ہے غرض تیری ثواب
ماسوی اللہ ہر طلب کو ہم سمجھتے ہیں عذاب
وائے ناکامی حسرت تیری پیری اور شباب
جیفۂ مردار پر مائل رہا مثل ذباب
فائدہ پہنچاتے تجھ کو ہر جگہ چنگ و رباب
علم راہ حق میں ہے ظالم بڑا بھاری حجاب
رحمت اللہ کا اس پر برستا ہے سحاب
مدتوں جبریل ع نے تھامی ہے امی ص کی رکاب
وہ خدا کی مہربانی اور یہ ہے تجھ پر عتاب
تجھ سے شرماتے ہیں ظالم کرگس و بوم و غراب

اعملوا اللہ کا فرمان ہے اے بیوقوف
کثرت اموال و اولاد یہ سب ہے سراب

یہ طلسمی کارخانہ سب فنا ہو جائیگا
مہر و ماہ و روز و شب افلاک اور برق و سحاب

اس تماشہ گاہ کے دھوکے میں ہے حالانکہ روز
دیکھتی ہیں یہ تیری آنکھیں روز صدہا انقلاب

کل تجھے کھاجائینگے کیڑے لحد میں آج تو
قورمہ بریانی کھالے یا متنجن اور کباب

دوسروں کا مال ہرگز ہضم ہوتا ہی نہیں
تو نے گو سمجھا خیانت کو کہ ہے کارِ صواب

مال اور اولاد کی کثرت پہ نازاں ہے عبث
دیکھ لینا ہو گا کل دارین میں کیسا خراب

یہ تو سب دشمن ہیں ان سے حکم ہے پرہیز کا
گر نہیں باور تو آ دکھلاؤں اللہ کی کتاب

چونکہ نامقبول ہے تیری عبادت اے لئیم
اس لئے سرزد ہوا ہے تجھ سے جرمِ اغتصاب

ورنہ جسپر فضل ہو اللہ کا وہ ہو سخی
ہے خدا کا دوست گر ہوں جرم اسکے بیحساب

کتنے دن کے واسطے یہ ناز و نخوت ہے تجھے
زندگی کو جانتا ہے تو کہ ہے مثلِ حباب

زہد ہے بیفائدہ انساں کا گر ہے بخیل
رحمتِ حق اس سے رکھتی ہے ہمیشہ اجتناب

بوئے جنت سونگھ بھی سکتا نہیں ہرگز بخیل
ہے یہ مضمون حدیث سیدِ عالی جناب

ظاہر و باطن تمہارا دیکھکر اے دوستو
اس تمہاری فکر سے لکھتا ہوں میں چشم پر آب

دیکھکر انجام اپنا جاؤ گے دنیا سے تم
مہندی داڑھی کو لگاؤ اپنی یا خالی خضاب

جو یہاں مصروف خورد و برد ہیں واضح رہے
عقل آئے گی ٹھکانے ان کی جب ہوگا حساب

گوشِ دل سے بات میری سن لے اے مخلص عزیز
صبر کر ہر حال میں از حکمِ رب گردن متاب

صدمۂ بیماری و اتلاف مال و درد و رنج
جس پہ ہوں اور صبر کر لے ہے وہ محبوبِ تواب

ہے سخی مامون اور محفوظ خوفِ حشر سے
دوست ہے رب اور محمد کا وہ از روئے کتاب

مبتلائے کلفت دارین ہیں وہ بدنصیب
رات دن رہتے ہیں جو مصروف و مشغول حساب

اُن کو اندھا کر دیا ہے مال و زر کی چاہ نے
فتنہ بتلاتا ہے خود ان کو خدا قرآن میں

نہ غم و رنج و الم اس سیم و زر سے فائدہ
سود جب جائز ہوا پھر کیوں بنایا ہے گنہ

ہے مہارت ہم کو قانونی جرح کی بیدریغ
ہوتا اگر ایمان سلامت یہ نہ ہوتیں خصلتیں

ذلت و خواری مصیبت دو جہاں کی مول لی
قطع رحم نہ ذات دارین کیوں مقصود ہے

دشمنی دارین کی دوستی چھوڑی رفیق
اپنی اور اپنے محمدؐ کی محبت کے لئے

بس وہی انسان ہے کہتا ہے جہاں جسکو ولی
ہے نگہ میں ہیچ اُس کی مال و اسباب جہاں

کا فرو دینداد سے بھی کچھ نہیں اُسکی غرض
کیسی ہی تکلیف دُنیا میں اُسے ہوتی رہے

فضل پہ اللہ کے ہر دم توکل ہے اُسے
کہہ گئے مولا رحبیب دُنیا کو محبوبِ خدا

اے کریم کارساز و اے رحیم و مقتدا
التجا تجھ سے یہ ہے میری طفیل مصطفےٰؐ

سایہ رحمت ہو تیرا ہر جگہ اُن پہ کریم
اگرچہ اس الفت سے ہو ہر اک گنہ کا ارتکاب

جو محب ہے اُن کا ہے وہ مورد رنج و عذاب
عاقبت جو چاہے کرلے اسکی اُلفت ہے خراب

آج کل ایمان کا اپنے بس یہ ہے لُبّ لباب
حشر میں اللہ کو سو بار دیں گے حساب

ہیچ دُنیا کیلئے عقبیٰ ہوئی میری خراب
آہ اے بدبخت یہ تو سارے نقشے ہیں برآب

ہو گیا شیطان تجھ پر کس طرح سے فتحیاب
کیسی گندی حیف پر نیت ہوئی تیری خراب

خالق کونین کر لیتا ہے خود ہی انتخاب
جلوۂ حق رات دن وہ دیکھتا ہے بے حجاب

وہ نہیں رکھتا کبھی پروائے شغل و اکتساب
اور نہ ہیں اُس کی نظر میں مہر و مہ برق و سحاب

ہر جگہ رہتا ہے وہ فضلِ خدا سے کامیاب
ایک ہے اُس کے لئے راحت ہو یا رنج و عذاب

اس کی جس کو بھی طلب ہے بس اُسے سمجھو کلاب
فضل تیرا ہے نہایت لطف تیرا بے حساب

دوست تیرے شاد ہوں کونین میں اور کامیاب
پھر صدیقؓ و عمرؓ عثمانؓ غنی و بو ترابؓ

صدقہ حسنین رضؓ و علی رضؓ و فاطمہ رضؓ کا اے غفور
رحمۃ للعلمین کی رحمتوں سے مستفیض
بُت پرستی سے کیا بدنام غیروں نے تو کیا

دولت عرفان ہو میرے دوستوں کو دستیاب
حضرت مولا علی کے فیض سے ہوں فیضیاب
دین اور ایمان ہے میرا تو حُبِّ بوتراب رضؓ

شاد ہوں آباد ہوں دونوں جہاں میں میرے دوست
ہو دُعا ممتاز کی اے ربِّ عالم مستجاب

غزل

بحمد اللہ کس خوبی سے کہدی داستاں میری
نہ رکھا جستجو بھولے سے دورِ آسماں میری
ہوئی عشقِ بتاں میں عمر ہی سب رائگاں میری
سماں روزِ قیامت کا نظر آجائے گا تم کو
تجبر ہو گیا اُن کو بھی آکر میرے بالیں پر
قیامت کی شرارت ہے شبِ وعدہ وہ کہتے ہیں
چمن میں چار دن نظارۂ گل مجھ کو کرنے دے
کروں حال شبِ ہجراں بیاں میری طاقت ہے
وہ کہتے ہیں نہیں خود ڈھب نہیں آتا ہی خلوت کا
خطا اپنی ہے اور الزام مجھ پر یہ محبت ہے
میری ہی ہمت بندھا کر ہو گئے خاموش پہلو میں
کہا وحشی ہو کیوں جامے سے باہر ہوتے جاتے ہو

بنا ہے سامنے اُس بُت کے دل میرا زباں میری
جلا کر ورنہ تجھ کو خاک کر دے گی فغاں میری
چلی ہے خاک لیکر اے صبا اب تو کہاں میری
شبِ غم کی سُنو گے گر کسی دن داستاں میری
بڑی حسرت سے بیٹھے سُن رہے ہیں ہچکیاں میری
مزہ دیتی ہیں کچھ اسوقت تم کو شوخیاں میری
فقط اتنی گزارش ہے یہ تجھ سے باغباں میری
کریگا داستاں یہ ختم مرگِ ناگہاں میری
شبِ وعدہ جھجک جاتے ہو سُن کر دھمکیاں میری
شکایت کرتے رہتے ہو یہاں میری وہاں میری
یہاں تیار بیٹھا تھا بڑھیں جولانیاں میری
خدا کا واسطہ دیکھو نہ ٹوٹیں چوڑیاں میری

ذرا کچھ آدمیت سے بھی رکھو واسطہ حضرت
ہوا پیری میں سودا آپ کو عشق و محبت کا

نہ سنتا ہو کوئی کمبخت باہر سسکیاں میری
رہی ہے حضرت دل عمر اب ایسی کہاں میری

ہزاروں درد و غم رنج و الم بدنام عالم کے
تحمل کر رہی ہے ایک جان ناتواں میری

غزل

میرے اشعار سادہ میر خامہ کی روانی ہے
نہ مضمون آفرینی اور نہ کچھ رنگین بیانی ہے

ہمارے ساتھ اُس بت کا یہ طرز میزبانی ہے
کبھی نیزے کے پھل ہیں اور کبھی خنجر کا پانی ہے

مے عشق و محبت سے منع کرتا ہے کیوں زاہد
خبر کیا ہے تجھے کمبخت یہ کوثر کا پانی ہے

جہاں کو غور سے دیکھا تو یہ ہم پر ہوا ظاہر
فقط اللہ باقی اور ہر اک چیز فانی ہے

اُچک کر لے گئے دل جس کسی سے لڑ گئیں آنکھیں
سلیقہ سیکھئے یہ کوئی طرز دلستانی ہے

وہ کہتے ہیں دُر افشانی اگر ہے میری باتوں میں
تیرے اشعار میں کیا اُس سے کم گوہر فشانی ہے

ہزاروں وصل کی تدبیریں کر کے تھک گئے تھے ہم
بڑی مدت میں اُس نے رات میری بات مانی ہے

پھرا قاصد میرا ناکام قسمت کا لکھا دیکھو
جواب خط ہے لایا اور نہ پیغام زبانی ہے

شباب اُن کا قیامت خیزیاں دکھلائے عالم کو
بڑھاپا میرا ایسا خندہ زن جس پر جوانی ہے

مصیبت دل پہ میر جو کچھ آئی تیری فرقت میں
حکایت تخلیہ میں وہ کبھی تجھ کو سنانی ہے

الگ ہو کر جو مجھ سے پی رہے ہو بزم میں تنہا
لہو ہے یہ کسی کا یا شراب ارغوانی ہے

وہ کیا صورت ہے صبر و ضبط سے میں کام لوں ناصح
شباب اُن پر چڑھا ہے اور یہاں جوش جوانی ہے

وہ کہتے ہیں شب وعدہ ہم آنے کو تو آجائیں
مگر دل میں ہمارے صاف کہدیں بدگمانی ہے

پسِ چلمن ہی لاکھوں آفتیں اہلِ دل پہ ڈھاتے تھے
نکل آئے ہو باہر کیا قیامت ہی اٹھانی ہے

وہ کہتے ہیں سنیں بدنام ہم بھی داستانِ غم
بتاؤ تو ہمیں بھی قصہ کیا ہے کیا کہانی ہے

غزل

روزِ ازل سے دل ہے میرا کانِ آرزو
میں بن گیا ہوں نخلِ گلستانِ آرزو

ہے دل ہر ایک رند کا بُستانِ آرزو
دل زاہدوں کے کیا ہیں خیابانِ آرزو

تیرِ نگاہِ یار سے رہتی ہے کشمکش
دل اور جگر بنے میرے میدانِ آرزو

دل چاہتے ہیں ایسا وہ یارب کہاں سے لاؤں
باقی رہا ہو جس میں نہ امکانِ آرزو

صحرا نوردی کرنے سے یہ فائدہ ہوا
سرسبز ہو گیا ہے بیابانِ آرزو

کہنا کسی کا وصل میں یہ مجھ سے بار بار
کیوں حد سے بڑھ چلا تیرا طوفانِ آرزو

غلمان و حور کوثر و تسنیم و خُلد ہو
ہے زاہدوں کا بس یہی ایمانِ آرزو

وہ آنکھ کیا نہ کرتی ہو جو انتظارِ یار
دل کیا نہ ہو جو زخمیِ پیکانِ آرزو

رندوں کو شوقِ خلد نہ خوفِ جحیم ہے
دیدارِ حق ہے ان کی فقط جانِ آرزو

دل بن گیا ہے کب سے میرا درگاہِ عشق
پھرتے ہیں اس میں کھیلتے طفلانِ آرزو

وہ پوچھتے ہیں مجھ سے کہ یہ تو بتائیے
یہ دل جناب کا ہے کہ ایوانِ آرزو

وصلِ بتاں میں عمر کٹی اپنی وہ ہیں غیر
دیکھا کیے جو خوابِ پریشانِ آرزو

منعم عبث تو عیش میں بھولا خدا کو آہ
کل خاک میں ملے گا یہ سامانِ آرزو

وہ پوچھتے ہیں مجھ سے کہ مرنے کے بعد تم
دے دو گے کس کو اپنا قلمدانِ آرزو

کیا جانوں کیا ہے رہتی ہے ہر دم جگر میں ٹیس
آزاد ہو کے بیٹھے ہیں اب خوف کیا ہمیں

دل میں کھٹکتا رہتا ہے پیکانِ آرزو
جان و دل اپنے ہو گئے قربانِ آرزو

بیدنا ہم تم بھی طالبِ حق ہو خدا کی شان
اتنا وسیع رکھتے ہو دامانِ آرزو

غزل

آرزو وہ ہے نہیں جس میں نشانِ آرزو
ہے میرا کونین سے باہر جہانِ آرزو

ایسا درد انگیز ہے میرا بیانِ آرزو
رو دیا وہ سن کے تھوڑی داستانِ آرزو

یوں سمجھ میں آئے گی کیا چیستانِ آرزو
بیٹھ کر سن لو کسی دن داستانِ آرزو

آج کل عشاق بھی تو پست ہمت ہو گئے
دیکھئے جس کو وہی ہے نوحہ خوانِ آرزو

ہجر میں تیرے پریشانی بڑھی ہے اس قدر
موت بھی اب ہو گئی ہے ہمعنانِ آرزو

بعد مدت خود بخود آیا ہے میرے پاس تو
کیوں نہ صدقے ہوں تیرے اے قدردانِ آرزو

وصل میں فرما رہے ہیں مجھ سے وہ غصہ کے ساتھ
کیسے بیخود ہو کے لپٹے ہو بسانِ آرزو

حسن کا وہ رعب ہے اے دل بتوں کے سامنے
کھل نہیں سکتی کسی کی بھی زبانِ آرزو

عمر بھر نکلی ہیں لیکن پھر بھی لاکھوں دفن ہیں
دل بنایا ہے اے خدایا خاکدانِ آرزو

آہ وہ کہتے ہیں تم نے ناک میں دم کر دیا
میرے گھر جب آئے لائے ارمغانِ آرزو

وصل میں کرتے ہیں ناحق آپ مجھ سے چھیڑ چھاڑ
لینا مقتل میں کسی دن امتحانِ آرزو

ماننے کو میری ہر اک بات وہ تیار ہے
غیر بن جاتے ہیں لیکن دشمنانِ آرزو

یہ چھچھوراپن ہے ہر اک بات پر آہ و فغاں
چاہیے قائم رکھے انساں شانِ آرزو

تو کبھی مدفن ہیں جا کر امتحاناً دیکھنا
اُٹھ نہ بیٹھیں گر بکایک کشتگانِ آرزو

اے مسلمانو فقط اللہ سے رکھتے غرض
آہ کیوں دل کو بنایا تم نے کانِ آرزو

عمر ساری اپنے دل میں یہ بناتا ہی رہا
خاکِ صحرائے مدینہ سے مکانِ آرزو

کیا تمنا ہے بتوں سے اور ان سے کیا غرض
ہے فقط اللہ میرا رازدانِ آرزو

نامرادی محض اے بدنام اصلِ عشق ہے
بوالہوس ہوتے ہیں ہوں دلدادگانِ آرزو

غزل

رکھے ہیں کانوں میں اُس نے اگر گلاب کے پھول
بنے ہیں صورتِ شمس و قمر گلاب کے پھول

مجھے دکھاتے ہیں کیا کیا اثر گلاب کے پھول
بنے ہیں قوت روح و بصر گلاب کے پھول

ہمارا غنچۂ دل یوں شگفتہ رہتا ہے
کہ جیسے کھلتے ہیں وقتِ سحر گلاب کے پھول

تصورِ رُخِ جاناں میں جاگتے سوتے
ہمیشہ رہتے ہیں پیشِ نظر گلاب کے پھول

ہر ایک جانتا ہے متفق اطبا ہیں
مفید قلب و دماغ و جگر گلاب کے پھول

ہماری قبر پہ لا کر چڑھائیں گے گلرو
عبیر و صندل و عود و اگر گلاب کے پھول

ہمارا اس کے تصور سے دم نکلتا ہے
یہ کون کہتا ہے ہیں بے ضرر گلاب کے پھول

نظر میں اُس گُل خوبی کے میری قسمت سے
بنے ہیں میرے یہ داغِ جگر گلاب کے پھول

بنائے حق نے پسینہ سے یہ محمد کے
پڑھے درود جو دیکھے بشر گلاب کے پھول

شبیہ احمدؐ و جانِ علیؓ و روحِ بتولؓ
حسنؓ حسینؓ تھے نورِ نظر گلاب کے پھول

نہیں ہے راز اگر اس میں کوئی آخر کیوں
عزیز رکھتے ہیں اہلِ نظر گلاب کے پھول

چمن میں بلبل ناشاد تیرا گلچیں نے
دکھایا کس لئے دل توڑ کر گلاب کے پھول

بسی ہے خلق محمدؐ کی ان میں کچھ خوشبو
کہ سارے پھولوں میں ہیں با نمود گلاب کے پھول

وہ تحفۂ گل رخسار مجھ کو دینے آئے
کھلائے خوب یہ اے چشم تر گلاب کے پھول

نجات موت سے مل جائے زندگی ہو جائے
دکھائیں مجھ کو گر اپنا اثر گلاب کے پھول

وہ کہتے ہیں گل رخسار میرے حاضر ہیں
دوائے درد جگر ہیں اگر گلاب کے پھول

یہ کیا معمہ ہے بدنام کچھ تو کہہ تیرا
جنوں بڑھتا ہے کیوں دیکھ کر گلاب کے پھول

بہار آتے ہی لائے چمن گلاب کے پھول
کھلے ہوئے ہیں چمن در چمن گلاب کے پھول

خدا کے باغ میں ہیں پنجتنؓ گلاب کے پھول
پھر اس چمن میں حسینؓ و حسنؓ گلاب کے پھول

منگائے ہیں مرے قاتل نے میری خاطر سے
برائے زینت دار و رسن گلاب کے پھول

کہاں پرستش حسن بتاں کہاں زاہد
انیس خاطر زاغ و زغن گلاب کے پھول

ہے آج آنے کی ان کے خبر نسیم و صبا
سجاؤ لا کے میری انجمن گلاب کے پھول

قبولیت ہے کچھ ایسی کہ اپنے سینہ پر
ہر ایک رکھتا ہے غنچہ دہن گلاب کے پھول

تصور گل رخسار سے میں زندہ ہوں
بنے ہیں ہجر کے رنج و محن گلاب کے پھول

ریاض فاطمہؓ زہرا و باغ رضواں میں
بنے ہوئے ہیں حسینؓ و حسنؓ گلاب کے پھول

ہمارے واسطے ہیں گل بھی خار سے بدتر
تمام خلق کو خار وطن گلاب کے پھول

کھلا ہے میرا اک تختۂ مزار ضرور
رکھے گا آ کے وہ زیر کفن گلاب کے پھول

جو ان کے سینہ پہ کچھ کچھ ابھار آیا نظر
تو میں نے سمجھا کہ ہیں خندہ زن گلاب کے پھول

تصور گل رخسار گر رہا کچھ دن
کریں گے جینا بھی میرا کٹھن گلاب کے پھول

یہ ہم سوں دیکھا ہے ہر اک حسین کے منہ سے — ہمیشہ جھڑتے ہیں وقت سخن گلاب کے پھول

تمہارے خامہ کی شوخی سے حضرت بدنام
بنے ہیں زینت و زیب سخن گلاب کے پھول

حسن حسین ہیں وہ ماہرو گلاب کے پھول — جو ان کو دیکھیں تو کر لیں وضو گلاب کے پھول

نہ کر تو اس طرح زیب گلو گلاب کے پھول — پئیں گے ورنہ کسی کا لہو گلاب کے پھول

یہ سمجھے کیا میرے چاک دل و جگر کیلئے — وہ لیکے آتے ہیں بہر رفو گلاب کے پھول

یہ ہم نے دیکھا تماشہ ہمیشہ گلشن میں — کہ تجھ سے جھینپتے ہیں غنچہ رو گلاب کے پھول

مناسبت ہے جو نرگس کو اسکی آنکھوں سے — تو اس کے گال بھی ہیں ہو بہو گلاب کے پھول

کسی کے ہجر میں برباد ہو گئے افسوس — خدا کی شان کہ ہیں کو بکو گلاب کے پھول

خموشی چھا گئی سب پر یہ کیسے ممکن تھا — کلام تجھ سے کریں دو بدو گلاب کے پھول

جو ایک دن بھی چمن میں چلا گیا تو کبھی — کریں گے ہم سوں نہ پھر جستجو گلاب کے پھول

یہ کیسا ظلم و ستم ہے کہ موسم گل میں — سنا رہے ہیں مجھے اتقوا گلاب کے پھول

بہار آگئی وہ سیر کرنے آئیں گے — چمن میں کرتے ہیں یہ گفتگو گلاب کے پھول

نہ دیکھ کر تجھے ہو جائیں سب یہ پژمردہ — پہن کے جانا نہ گلشن میں تو گلاب کے پھول

نہیں ہے شوخی کچھ اچھی یہ حضرت بدنام
کہ لکھتے رہتے ہو تم بے وضو گلاب کے پھول

نہیں ہیں لکھنے کچھ ایسے اہم گلاب کے پھول — دکھاؤں میں ابھی کہہ کے رقم گلاب کے پھول

تمام پھولوں سے ہیں محترم گلاب کے پھول — بنائے ہیں اسے دیگر قسم گلاب کے پھول

خدا نے نام محمد لکھا ہے جس دن سے — بنے ہیں زینت لوح و قلم گلاب کے پھول

اثر نہ ہوگا بھلا آج کیسے اُس گُل پر
کرا کے لایا ہوں عامل سے دم گلاب کے پھول

کچھ اُن کے سینہ پر معلوم ایسا ہوتا ہے
کہ جیسے رکھ دئے ہیں دو بہم گلاب کے پھول

بہار آتے ہی جامہ سے ہو گئے باہر
مچا رہے ہیں چمن میں اودھم گلاب کے پھول

تصوّرِ گُلِ رُخسار جب ستاتا ہے
مٹاتے ہیں میرا رنج و الم گلاب کے پھول

رہے ہیں مدتوں یک جا کسی زمانہ میں
شبِ وصال ہیں تم اور ہم گلاب کے پھول

شبِ فراق میں اور بزمِ غیر میں مجھ پر
ہمیشہ ڈھاتے ہیں مجھ پر ستم گلاب کے پھول

ذلیل و خستہ و بدنام جان کر اُس نے
دئے ہیں مجھ کو ز راہِ کرم گلاب کے پھول

اُلجھ کے بن گئے تارِ نفس گلاب کے پھول
بنے ہیں روح کا میری قفس گلاب کے پھول

گلے میں ڈالتے ہیں ہر برس گلاب کے پھول
پسند ہیں اُنہیں گلشن میں بس گلاب کے پھول

کہاں ہے تیرا مقدر جو یہ لکھے ہوتے
نصیب ہیں تیرے اے بوالہوس گلاب کے پھول

کچھ ایسے دیکھ کے اُس کو چمن میں مست ہوئے
کہ جیسے پی گئے بھنگ و چرس گلاب کے پھول

بڑھا ہے خارِ مغیلاں سے ربط میرا ابھی
بنے ہیں اُس کے اگر ہم نفس گلاب کے پھول

سبق فنا کا سناتے ہیں جب چٹکتے ہیں
صدائیں دیتے ہیں مثلِ جرس گلاب کے پھول

تسلّیِ دلِ بیمار کے لئے اکثر
سنگھاتے ہیں وہ مجھے ہر نفس گلاب کے پھول

سوال بوسہ پہ اُس نے رقیب سے یہ کہا
تو مجھ سے مانگتا ہے آدنس گلاب کے پھول

بنایا حق نے حسینوں کے واسطے ان کو
نہ بہرِ زینتِ فیل و فرس گلاب کے پھول

ہمیشہ روح کو فرحت ہے اِن کی خوشبو سے
گئے دماغ میں کچھ ایسے بس گلاب کے پھول

کہاں ولائے محمدؐ کہاں یہ مُلّا نے
نصیب کرگس و بوم و مگس گلاب کے پھول

ضرور خلق محمدؐ کا ہے اثر ان میں
پسند رکھتے تھے حضرت انسؓ گلاب کے پھول

حضورِ سیدِ کونین رہتے تھے اکثر
پسند تھے انہیں ہر گہ عدس گلاب کے پھول

بدل بدل کے قوافی لکھوں گا ساری عمر
مجھے پسند ہیں بدنام بس گلاب کے پھول

لگا کے مہندی نہ ہاتھوں میں مل گلاب کے پھول
سمجھ یہ تجھ سے عوض لینگے کل گلاب کے پھول

جو اُس کو دیکھتا ہے باغ باغ ہوتا ہے
ہیں اُس کے چہرہ پہ نرگس کنول گلاب کے پھول

کہیں سے لایا میں تعویذ اُن سے ملنے کا
کہیں سے لایا ہوں ہر عمل گلاب کے پھول

ہٹالو کاکلیں رُخ سے ذرا خدا کے لئے
کہیں یہ کالے نہ جائیں نگل گلاب کے پھول

تمہاری کاکلیں لگتی ہیں ایسی گالوں پر
کہ جیسے بیٹھے ہوں کالے اُگل گلاب کے پھول

ہوا جو غلبۂ جوشِ جنوں تو اُس گُل نے
دئے ہیں لا کے مجھے بر محل گلاب کے پھول

نہ دھوکہ دے مجھے دے بوسۂ گُلِ رُخسار
کہیں ہیں گالوں کا تیرے بدل گلاب کے پھول

حقیقت گُلِ رُخسار ہیں یہ سمجھا ہوں
کئے ہیں صانع قدرت نے حل گلاب کے پھول

تسلّیِ دلِ بیمار کیسے ہوگی عبث
کئے ہیں چارہ گروں نے کھرل گلاب کے پھول

کبھی جو سیر کی خاطر وہ آئے گلشن میں
تو شاخ شاخ سے آئیں نکل گلاب کے پھول

جو میں نے سوتے میں اُس گُل کے رکھدئے ہیں کبھی
تو آئے گالوں سے یہ فوراً پھسل گلاب کے پھول

کبھی جو سیر کی خاطر وہ آئے گلشن میں
تو شاخ شاخ سے آئیں نکل گلاب کے پھول

میسر آئی ہے دیوانگی میں بھی راحت
نظر میں ہیں مری دشت و جبل گلاب کے پھول

بہار آتے ہی گلزار ہو گئی دُنیا
کھلے ہیں چاروں طرف آج کل گلاب کے پھول

میں ڈرتا رہتا ہوں اے غنچہ رو خدا کیلئے
کبھی چمن میں پہن کر نہ چل گلاب کے پھول

ہمیشہ ناک میں رہتے ہیں نرگس و سوسن
نثار تجھ پہ ہیں سنبل کنول گلاب کے پھول

اشارہ یہ ہے کہ اکسیر ہیں گلِ رخسار
دکھاتے ہیں مجھے وقتِ اجل گلاب کے پھول

بہار آتے ہی بدنام گُل کھلانے لگے
عجیب لکھی ہے یہ تم نے غزل گلاب کے پھول

بنے جو زینتِ ارض و سما گلاب کے پھول
کئے مجھے وہی حق نے عطا گلاب کے پھول

عجب حسین ہیں صلِ علیٰ گلاب کے پھول
دماغ و قلب و جگر کی دوا گلاب کے پھول

میری خوشی کے لئے میری دل لگی کیلئے
چمن سے لایا ہے وہ دلربا گلاب کے پھول

دکھا رہے ہیں عجب لطفِ وصل کی شب میں
تمہارے سینہ پہ دو خوشنما گلاب کے پھول

جو اُس کو دیکھا تو فرطِ خوشی سے کھل کھل کر
چمن میں کرنے لگے واہ وا گلاب کے پھول

ملے ہے ان سے مجھے روز معرفت کا سبق
بنے ہیں میرے لئے رہنما گلاب کے پھول

رقیب کے لئے ہر روز لے کے جاتا ہے
ہمیں بھی دے کبھی آ بیوفا گلاب کے پھول

کبھی وہ آتا ہے گلرو تو صدقے ہوتے ہیں
چمن میں نرگس شہلا حنا گلاب کے پھول

دوائے دردِ جگر اُس سے جب کبھی پوچھی
تو اُس نے شوخی سے یوں کہہ دیا گلاب کے پھول

ہمارے سینہ کے داغوں کو کہہ دیا لالہ
جو اُس کے گالوں کو ہم نے کہا گلاب کے پھول

کبھی جو حضرتِ بدنام سیر کرنے گئے
چمن میں ہنس پڑے سب کھل کھلا گلاب کے پھول

بنے ہیں موجبِ عیش و طرب گلاب کے پھول
چمن میں کھلتے ہیں کیا بے سبب گلاب کے پھول

خدا نے پیدا کئے ہیں عجب گلاب کے پھول
ہر اک کے دافعِ رنج و تعب گلاب کے پھول

بہار پہلے ہی کیا کم تھی اُسکے سینہ پہ
اب اور ڈھانے لگے ہیں غضب گلاب کے پھول

وہ گلبدن نہیں پہلو میں پھر مزا کیا ہے
دکھائیں لطف مجھے خاک اب گلاب کے پھول

حواس میرے تو ہو جاتے ہیں ابھی مختل
پہن کے آتا ہے وہ شوخ جب گلاب کے پھول

عزیزو آیا تھا کس روز فاتحہ پڑھنے
وہ شوخ لایا ہے مرقد پہ کب گلاب کے پھول

ہمیشہ حیلے حوالے کئے مگر اُس نے
دئے ہیں آج مجھے بے طلب گلاب کے پھول

مجھے پسند ہیں اس واسطے کہ تھے **بدنام**
پسندِ خاطرِ شاہِ عرب گلاب کے پھول

آنکھ میری بادۂ توحید سے مخمور ہے
دل مرا فرطِ خوشی سے خود بخود مسرور ہے

مدح خواں جس کا خدا ہی جابجا قرآن میں
نعت اُس کی لکھ سکے انسان کیا مقدور ہے

اہل بیتِ مصطفےٰ سے جس کو الفت ہو گئی
یاد رکھو وہ انہیں کے ساتھ میں محشور ہے

مصطفےٰ و مرتضیٰ حسنینؓ و زہراؓ کا محب
ہے خدا کا دوست یہ قرآن میں مذکور ہے

رات دن پڑھتے رہیں حضرت محمدؐ پر درود
ہر فرشتہ عرش کا اس کام پر مامور ہے

کیا سمجھ سکتا ہے کوئی مصطفےٰ کی شان کو
نور ہے اللہ اور اللہ کا وہ نور ہے

موجب آرائش کونین ذاتِ مصطفےٰ
آیہ لولاک کی تفسیر یہ مشہور ہے

تجھ کو کیا معلوم زاہد عشق کہتے ہیں کسے
عشق تیرا کیا خمارِ بادۂ انگور ہے

دن میں سو سو بار میں کرتا ہوں روضہ کا طواف
کون کہتا ہے مدینہ طیبہ کو دور ہے

چل مدینہ روضۂ اقدس پہ جان قربان کر
ہجر میں **بدنام** مرنا ہی اگر منظور ہے

حامل شرع طریقت ذات شاہ نور ہے
مشعل راہِ شریعت ذات شاہ نور ہے

غیر پر رکھے نظر زاہد کا یہ دستور ہے
طالبِ حق کی نظر میں ہیچ خلد و حور ہے

نحن اقرب خود ہی فرمایا ہے پھر کیوں دور رہے — سامنے آتا نہیں آنکھوں سے بھی مستور رہے

ایک وصلِ مہ جبیناں سے یہاں مسرور رہے — ایک مصروفِ فغاں مغموم ہے مہجور رہے

مجھ سے کہتے ہیں کہ رسوائی میری منظور رہے — نالہ و آہ و فغاں کرنے کا کیا دستور ہے

اس قدر تیرِ حوادث کا رہا ہے زور شور — دل میرے پہلو میں شکل خانۂ زنبور ہے

انقلابِ دورِ گردوں دیدۂ عبرت سے دیکھ — باز کے سر پر چڑھی ادنی سی اک عصفور ہے

میرا مقصودِ حقیقی ہے فقط اللہ بس — آرزوئے خلد ہے مجھ کو نہ شوقِ حور ہے

لے مئے الفقر فخری کا کسی ساقی سے جام — زاہدِ نافہم مست بادۂ انگور ہے

امتحاں سو بار میرے دل کا فرمائیں حضور — خاک ہو جائے گا جل کر کیا یہ کوہِ طور ہے

تجربوں سے رات دن کے خوب ثابت ہو گیا — ہے خدا قادر توانا آدمی مجبور ہے

کیا کہوں عشقِ بتاں سے ہو گیا ہے حال کیا — شیشۂ دل میرا سنگِ غم سے چکنا چور ہے

مدتوں میں آج قاصد لیکے آیا ہے جواب — حرف مطلب دیکھنا اس میں کہیں مسطور ہے

وصل کا تو واں بھی اس میں نہیں آتا نظر — قتل کو میرے یہ لکھا ہے مجھے منظور ہے

اس لئے ہر وقت رہتا ہے شگفتہ مثلِ گل — الفت مولا علیؓ سے دل میرا معمور ہے

لخلخہ زلفِ معنبر کا کرے گا فائدہ — کیا دوا دردِ جگر کی صندل و کافور ہے

بوالہوس بدنام ہیں ہم مجھ کو اس سے کیا غرض — میری خودداری مٹے یہ کب مجھے منظور ہے

دست اندازی سے میری وہ پری رو جل گیا — وصل میں کہتا ہے مجھ سے یہ عجب دستور ہے

ہے نمکپاشِ جراحت خندۂ بیجا تیرا — تجھ کو جب معلوم ہے دل خانۂ زنبور ہے

اللہ اللہ ہے بتوں میں بھی خدائی کی جھلک — جس کو دیکھو مست فخر و ناز اور مغرور ہے

رہروِ ملکِ عدم ہیں رہ نہیں سکتے مگر — دم لیا یہ دیکھ کر ہم نے کہ منزل دور ہے

حضرتِ شہ نور کیجئے کوئی تو خدمت سپرد
آپ کا بدنام بھی ادنیٰ سا اک مزدور ہے

دل ہے بیرا یا کوئی رنج والم کی پوٹ ہے
جس کی ہر ہر رگ میں اک اک درد والم کی چوٹ ہے

آنکھ اُس کی ہے کٹھا بادام سر اخروٹ ہے
گال ہیں یا ڈھال یا سلطان جی کا روٹ ہے

آج مسجد میں مزا آیا ہوئے دو نو بہم
ایک زاہد ایک فاسق کیسی اچھی جوٹ ہے

خود نہ ہو جبتک فنا ہو کیسے حاصل معرفت
اپنی ہستی زاہد و اس راستہ میں اوٹ ہے

آج کل کے نوجواں اس وضع کے ہیں شیفتہ
کالر و نکٹائی مفلر اور گلے میں کوٹ ہے

دین سے بیزار بیدینی کی جانب ہیں رجوع
کیا کہوں انکے دلوں میں دین ہی کی ٹوٹ ہے

بندش و ترکیب و مضموں آفرینی کچھ نہیں
شعر ہیں یہ سات کے پانی کی سی اک لوٹ ہے

ہے فقط تُک بندی لیکن ہے قلم برداشتہ
لکھنؤ کی فرد پر کھدر کی گویا گوٹ ہے

چاندی اور سونا ہوا مفقود ہندوستان سے
اب ہر اک بازار میں بدنام جاری نوٹ ہے

وجود اپنا عدم ہے اور گنے جاتے ہیں امکاں میں
ہماری بھی عجب ہستی ہے گویا بزمِ امکاں میں

چھپا بیٹھا ہے وہ روزِ ازل سے قلبِ انساں میں
غضب ہم ڈھونڈتے اسکو پھرے کوہ و بیاباں میں

بنایا جب مرا نقشہ خدا نے بزمِ امکاں میں
بڑھیں کیوں اس قدر حیرانیاں تصویرِ جاناں میں

عبث کُھجلا رہے ہیں ہاتھ اے دستِ جنوں تیرے
کہاں ہے تار باقی اب مرے جیب و گریباں میں

جلا کر سوزِ غم نے خاک بھی اُن کی نہیں چھوڑی
دھرے ہیں اب کہیں کشتے ترے گورِ غریباں میں

نیاز و ناز کا سب فرق زاہد تجھ پہ کُھل جاتا
اگر تیرا گذر ہوتا کسی دن بزمِ جاناں میں

حقیقت اب نظر میں کیا رہی روزِ قیامت کی
مجھے وہ لطف حاصل ہو گئے ایامِ ہجراں میں

ہمارے داغِ دل کو کوئی کیا سمجھے گا اے ناصح
ہزاروں راز ہیں اس اک چراغِ زیرِ داماں میں

خدا کی یاد سے اک دم نہ دل غافل رہا اپنا
کٹی ہے عمر ساری اپنی گو بزمِ حسیناں میں

پڑے ہیں جس کے سر پر عشق میں وہ ہو گیا کامل
الٰہی معجزہ رکھا ہے کیسا سنگِ طفلاں میں

نہ پہنچی گرد بھی اُس شہسوارِ حسن تک اک دن
بگولہ بن کے ہم پھرتے رہے برسوں بیاباں میں

نہ چھوڑا تار باقی ایک بھی دستارِ فضیلت کا
خدا کی مار واعظ کیوں گیا تھا بزمِ رنداں میں

ہوئی مدت کہ جنت کا اجارہ لے لیا میں نے
عبث تم ڈھونڈھتے آئے مجھے گنجِ شہیداں میں

فضا آنکھوں میں ہے مدت سے گلزارِ مدینہ کی
لگے گا کس طرح بدنام کا دل باغِ رضواں میں

اغیار شوق سے اب اُڑّے وہاں ہمائیں
کوچہ میں اُس کے ایدل جائیں میری بلائیں

جھیلی ہیں اے ستمگر اتنی تیری جفائیں
گنتی اگر میں چاہوں ہرگز گنی نہ جائیں

ساقی کہاں ہے اپنا ساغر کہاں سے لائیں
اب کالی پیلی اے دل آیا کریں گھٹائیں

پھرتی ہیں پیچھے پیچھے ہر اک جگہ بلائیں
اے دوستو بتاؤ گھر ہم کہاں بنائیں

بے وجہ ظلم کرنا انصاف ہے کہاں کا
ثابت تو کر لے پہلے ظالم میری خطائیں

دل میں تو اب نہیں ہے باقی جگہ ذرا بھی
یہ حسرتیں الٰہی آخر کہاں سمائیں

گر اُن کی یہ خوشی ہے واللہ ہم بھی خوش ہیں
ظلم و ستم کریں وہ ہم پر غضب ہی ڈھائیں

کیا زندگی ہے اُس کی پروردگار جس کو
درد و الم ہزاروں جب رات دن ستائیں

صورت کا دیکھنا بھی جس کو نہ ہو گوارا
داغِ دل و جگر پھر کیسے اُسے دکھائیں

بس یہ خطا ہے میری کیوں اُن کو چاہتا ہوں
تجویز کر رہے ہیں اس جرم پر سزائیں

ظلم و ستم کے قابل ہو جاؤ تم یہ ہم نے
مانگی ہیں برسوں اے جان اللہ سے دعائیں

وہ پوچھتے ہیں مجھ سے بدنام کچھ خبر ہے
آتی ہیں یہ کدھر سے دُکھ درد کی صدائیں

یہ سمجھا ہوں مدت میں کیا ہے محبّت
شہنشاہِ ارض و سما ہے محبّت
ستم ہے کرم ہے عطا ہے محبّت
غم و درد و رنج و بلا ہے محبّت
دُرِ بحرِ صدق و صفا ہے محبّت
تجھے زاہدا کیا خبر مجھ سے سُن لے
فرشتوں سے آدمؑ کو سجدہ کرایا
اُسے ہم تو محروم دارین سمجھے
ہے اس میں بھی اک راز پوشیدہ۔ کوئی
کہا میں نے دُنیا میں ہے کوئی تجھ سا
گُل و بُلبُل و باغباں سرو و قمری
اُجالا ہے ہر خانۂ دل میں اس سے
نہیں کام کچھ اور ہو فکر جس کی
غلط راستے زاہد و ہیں تمہارے
کہے کوئی کچھ اس کو میں یہ کہوں گا
مجھے کام اکسیر کا دے رہی ہے
میرا خضر و الیاس سے کام کیا ہے

محبّت خدا ہے خدا ہے محبّت
ہر اک چیز کی ابتدا ہے محبّت
وفا ہے محبّت جفا ہے محبّت
الست محبّت بلیٰ ہے محبّت
زرِ گنج فقر و غنا ہے محبّت
خدا نور اُس کی ضیا ہے محبّت
سمجھ میں کچھ آیا یہ کیا ہے محبّت
جو کہتا ہے اسکو بلا ہے محبّت
حسینوں سے گر کر رہا ہے محبّت
تو اُس شوخ نے یہ کہا ہے محبّت
نسیم سحر اور صبا ہے محبّت
یہ ظلمتکدہ کا دیا ہے محبّت
میرا زہد اور اتقا ہے محبّت
تُمہیں کیا خبر رہنما ہے محبّت
ہر اک درد و غم کی دوا ہے محبّت
مگر غیر کو سنکھیا ہے محبّت
میری رہبر و رہنما ہے محبّت

رہوں دیر یا مسجد و مدرسہ میں
میرا ہر جگہ مدعا ہے محبّت
مسِ خام کو جو بناتی ہے کندن
یہی ایسی بس کیمیا ہے محبّت

حقیقت بھی بدنام کی مجھ سے سُن لو
زسرتاقدم بن گیا ہے محبّت

بزم سے جب اُس کی ہم اُٹھ کر چلے
اس طرح جیسے کوئی پیکر سے چلے
آنا جانا اپنا سب بے سود تھا
لائے تھے کیا اور کیا لیکر چلے
ہم سے کیا کہتا ہے تو اے بیوفا
بزم میں تیری اگر ساغر چلے
وصل میں کہتا ہے مجھ سے بار بار
خوب ہم پر آپ کے منتر چلے
کیا کہیں کیونکر گذارے رات دن
جتنے دن دُنیا میں ہم رہ کر چلے
اب نہ آئینگے کبھی اے خود پرست
بزم سے اُس کی یہ ہم کہہ کر چلے

بزم تک بدنام اُس کی جائیں ہم
آگے آگے عشق کا رہبر چلے

فتنہ کیوں پوچھتے ہو مجنوں کا
دیکھ لو حال اپنے مفتوں کا
جس سے قدسی بھی ہو گئے مخمور
مست ہوں اُس کی چشمِ میگوں کا
ہاتھ پاؤں رچا کے مہندی سے
کیا ارادہ ہے آج شبخوں کا
خاک کا بھی پتہ نہیں اُس کی
آتشِ ہجر نے جسے پھونکا
وصل کا لطف ہجر کی لذّت
دور ہے کیسا چرخ گردوں کا
کعبۂ دل میں رہ کے جور و ستم
ہے گنہ یاں تو مارنا جوں کا
وصل میں مجھ سے وہ یہ کہتے تھے
میں تو قائل ہوں تیرے افسوں کا

مرض عشق اور علاج - یہاں
منعمو کس بنا پہ نازاں ہو
نیچی نظریں کیے وہ پھرتے ہیں
ہضم ہی کرنا اس کا مشکل ہے

ناطقہ بند ہے فلاطوں کا
ڈھنگ تو دیکھو دور گردوں کا
وقت رخصت ہوا اکڑ فوں کا
بہت آسان ہے کھانا گیہوں کا

اُس کا مداح میں بھی ہوں بدنام
ہے جو ممدوح ربّ بیچوں کا

داغ دل اُن کو دکھایا نہ گیا
سیکڑوں ہنستے رُلائے اُس نے
اے نسیمِ سحری تجھ سے کبھی
بزم عشاق میں زاہد تجھ سے
لاکھ قرآن اُٹھائے اُس نے
آنچ آنے نہ دی ایمان پر مگر
رات دن رہتے تھے بُت پہلو میں
ہے عبث شکوہ تیری محفل میں

حال بھی اپنا سُنایا نہ گیا
ایک روتے کو ہنسایا نہ گیا
غنچۂ دل ہی کِھلایا نہ گیا
رنگ کچھ اپنا جمایا نہ گیا
وہم ہی دل سے پرایا نہ گیا
دل حسینوں سے بچایا نہ گیا
وہ مگر دل سے بُھلایا نہ گیا
میری مرضی میں گیا یا نہ گیا

ہوا بدنام بھی لیکن مجھ سے
رازِ اُلفت کو چھپایا نہ گیا

تو نے جو کچھ بھی کیا اے مہرباں دیکھا کیے
عمر ساری جلوۂ حُسنِ بتاں دیکھا کیے
کچھ عجب ترکیب سے گذری ہماری زندگی

ساری ترکیبیں تیری ہم آسماں دیکھا کیے
دیکھنا تھا کس جگہ اُس کو کہاں دیکھا کیے
فصلِ گُل سُنتے رہے رنگِ خزاں دیکھا کیے

جانتے تھے ہم تو جنت کی حقیقت کو مگر
زاہدانِ خشک کو خوابِ گراں دیکھا کئے

عمر اپنی یوں ہی گذری کوئی بھی آیا نہ کام
مہرباں دیکھا کئے نامہرباں دیکھا کئے

وہ رہے اغیار سے مصروفِ رسمِ اتحاد
یہ تماشہ ہم بنصیبِ دشمناں دیکھا کئے

ایک دم بھی تو نہ آیا کچھ خیالِ عاقبت
دوڑتی گو کشتیِ عمرِ رواں دیکھا کئے

باغِ عالم کے ہزاروں پھول توڑے رات دن
تیری گلچینی یہ ہم اے باغباں دیکھا کئے

آشنایانِ زمانہ کی نہ پوچھو مجھ سے کچھ
جیب و دامن کی اڑاتے دھجیاں دیکھا کئے

بھول کر بھی یہ نہ پوچھا ایک دن کیا حال ہے
گو مجھے برسوں وہ مصروفِ فغاں دیکھا کئے

رحم ہی اُن کو نہ آیا رات دن بدنام کو
بیکس و ناشاد اور بے خانماں دیکھا کئے

کرم کیا کیا کئے مجھ پر شفیعِ عاصیاں تو نے
عطا ایماں کیا ایماں کو بخشی اماں تو نے

نہ لے بدنام دیکھا روضۂ شاہِ شہاں تو نے
یہ ساری عمر کی ہندوستاں میں رائگاں تو نے

محمد واقعی سر دفترِ تکوینِ عالم ہیں
کیا لولاک سے ظاہر یہ خلاقِ جہاں تو نے

خطا و جرم کا خطرہ بھی دل میں آ نہیں سکتا
بنائے اے خداوند ایسے مجھ پر پاسباں تو نے

شبِ معراج لے اللہ سردارِ دو عالم کو
دکھائے دوزخ و جنت مکان و لامکاں تو نے

ملا مجنوں اگر مجھ کو تو میں اُس سے یہ پوچھوں گا
کبھی ہجرِ محمد میں بھی کی آہ و فغاں تو نے

ظہورِ ذاتِ احمد سے الٰہی یہ شرف بخشا
بنایا فرش کو عرش اور زمیں کو آسماں تو نے

پڑھیں صلوا علی آلِ محمد رات دن بیٹھے
عجب تجویز کی خالق غذائے قدسیاں تو نے

خدا کا ہے محمد اور محمد کی خدائی ہے
کہاں یہ رمز سمجھی اے گروہِ زاہداں تو نے

صلہ نعتِ محمد کا الٰہی تو نے یہ بخشا
کرا دی گھر ہی بیٹھے بیٹھے سیرِ لامکاں تو نے

الٰہی مرتبہ حسنینؓ کا اس سے ہوا ظاہر | کہ جنت میں چُنے ہیں بس یہی دو نوجواں تو نے

تیری بدنام یہ قسمت ملک ساجد ہیں جس در کے
بنایا سجدہ گہ اپنا وہ سنگِ آستاں تو نے

عکس نورِ مصطفےٰ کلیر میں ہے
شمع بزمِ انبیاؑ کلیر میں ہے

نورِ چشمِ اولیا کلیر میں ہے
شانِ محبوبِ خدا کلیر میں ہے

کعبۂ دارین ہے میرے لئے
میرے دِل کا مدعا کلیر میں ہے

کرتی ہیں حورانِ جنت بھی طواف
آج کچھ ایسی فضا کلیر میں ہے

بارشِ ابرِ کرم کا منتظر
مجمع شاہ و گدا کلیر میں ہے

مجھ سے پوچھو راستہ اے طالبو
جس سے ملتا ہے خدا کلیر میں ہے

دشتِ کلیر گلشنِ جنت بنا
آج کیا یہ اے صبا کلیر میں ہے

خود بخود لاکھوں کھنچے آتے ہیں دل
کون ایسا دلربا کلیر میں ہے

عشقِ صابر میں یہ حالت ہو گئی
میں کہیں ہوں دل مرا کلیر میں ہے

جس پہ تو نازاں ہے زاہد دیکھ لے
ایسی جنت جابجا کلیر میں ہے

مظہرِ انوارِ سلطانِ دو کون
مطلعِ نورِ خدا کلیر میں ہے

سامنے ہے عکس روئے مصطفےٰ
نعت پڑھنے کا مزا کلیر میں ہے

یاس و حرماں درد و غم رنج و ملال
جس مرض کی لو دوا کلیر میں ہے

سر کے بل بدنام چلنا چاہیے
ذاتِ فخرِ اولیا کلیر میں ہے

کئے ہیں اے محبت سیکڑوں بے خانماں تو نے | لٹائیں خاک میں اے عشق لاکھوں ہستیاں تو نے

کبھی دیکھی ہے لغزش یہ تو کہدے آسماں تو نے
نہیں وہ دل ستایا ہو یہ جس کو آسماں تو نے
سناؤں حالِ دل کیا اب یہی رونا تو ہے ظالم
الٰہی جب دیا تھا حسنِ مہرویانِ عالم کو
دھوئیں اڑ جاتے تیرا در ٹھکانے ہوش آجاتے
نسیمِ صبح جب جانے لگی تھی دشتِ کلیر کو
دلِ وحشت زدہ شاباش تیرا ہی کلیجہ تھا
غبارِ خاطرِ اغیار سے کیا دل مکدر ہو
مرا تارِ نظر یا رب بھلا کیونکر وہاں پہنچے
وفورِ گریہ باعث بن گیا اس کے ترحم کا
اگر ہے تڑپنے لوٹنے کی سیر کرنی تھی
وہ کہتے ہیں یہ کرتے یاد ہم پھر تو ہی تبلادے

ہزاروں بار ہے میرا امتحاں تو نے
نہیں خرمن گرائی ہوں جس پر بجلیاں تو نے
دہن میں کام کی رکھی ہے کب میری زباں تو نے
بنائے کیوں حیا و شرم اسکے پاسباں تو نے
کہاں دیکھا ہے ہوں کا فلک میری دھواں تو نے
میرے جیبِ وگریباں کی نہ چن لیں دھجیاں تو نے
بتوں کے ہجر میں جھیلی ہیں جو کچھ سختیاں تو نے
الٰہی اس کو پہلے ہی بنایا خاکداں تو نے
رکھا جب نام ہی اپنے مکاں کا لامکاں تو نے
غضب ہی کر دیا یہ آج چشمِ خونفشاں تو نے
تو پھر کیوں دی نہ مہلت اتنی وقتِ امتحاں تو نے
شبِ غم کیسے لی تھیں رات بھر یو ہچکیاں تو نے

اڑائی خاک اے بدنام ایسی دشتِ وحشت میں
بنایا ایک ہی دن میں زمیں کو آسماں تو نے

بادلوں نے وہ لگایا ہے جہاں میں جھرمٹ
ہاتھ سے ہاتھ نہیں سوجھتا اندھیرا ہے
تار بارش کا نہیں ٹوٹتا اک لحظہ کو
ٹھنڈی بھیگی ہوئی چلتی ہے ہوا عالم میں
گوپیاں جھولوں میں بیٹھی ہوئی گاتی ہیں ملہار

روز روشن بھی بنا رات۔ یہ چھائی اہرٹ
بول تو بول نظر آتا نہیں آج وگٹ
گھاٹ او گھاٹ تو کیا بند ہیں سارے پنگھٹ
آج تو مجھ سے بھی آکر کوئی سوجائے لپٹ
پی پی کی خوب لگائی ہے پپیہے نے بھی رٹ

تُو تُو کوئل کی ہے حق سرہ قمری کی صدا
غوث تو فاختہ کرتی ہے تو رب گر گٹ

ایسا اندھیرا ہے نرگس بھی ہوئی ہے بیباک
آج لجونتی نے بھی کھولدیا ہے گھونگٹ

نیلی سوسن ہوئی اور زرد ہوئی ہے چمپہ
شانوں پہ پھیل گئی کاکل سنبل کی بھی لٹ

موسلا دھار کبھی جھلہ کبھی ہلکی پھوار
بادل اور بجلی میں بھی ہوتی ہے اکثر جھنجھٹ

بجلی جب چمکی تو بادل نے گرج کر ڈانٹا
رعد نے دیکھا تو دونوں کو دیا اُس نے ڈپٹ

راکھیاں باندھے ہوئے مرد اگر پھرتے ہیں
گوپیاں پہنے ہوئے پھرتی ہیں بچھوے انوٹ

پوریاں بیسنی پوڑے ہیں کہیں دال بڑی
آم باغوں میں مزا دیتے ہیں گر گر پٹ پٹ

رُت ہے برسات کی بس دل میں آئی ہے امنگ
میں بھی تیار کروں ایک قصیدہ چٹ پٹ

نعت میں سرورِ عالمؐ کی لکھوں اک مطلع
ایسا قدسی بھی میری لیلیں بلائیں چٹ پٹ

قدم سیدِ کونین کی سُنکر آہٹ
کیا عرب بُت ہوئے عالم ہی کے سارے چت پٹ

کفر نے گھیرا تھا دُنیا کے ہر اک گوشہ کو
آپ کے آنے سے اسلام بھی پھیلا جھٹ پٹ

رسمِ دخترکشی جاری تھی عرب میں ہر سو
زندہ لیجاتے تھے دختر کو وہ اپنی مرگھٹ

جنگ و مینوشی تو گھُٹی میں پڑی تھی انکی
کھیلتے تھے جوا دوڑا کے وہ گھوڑے سرپٹ

کردئے شیر و شکر سارے قبیلے اس نے
راج ہٹ باقی رہی اور نہ کہیں تریا ہٹ

کردیا عام یہ اعلان حبیبِ حق نے
مے توحید کے سب جام اُڑاؤ غٹ غٹ

چھوڑ کر مذہبِ اجداد کو اسلام لیا
دلِ کفار میں بھی پیدا ہوئی گھبراہٹ

شرک اور کفر کی دُنیا اُکھاڑی اُس نے
بڑھ کے اسلام نے کفار کے کاٹے سنکٹ

ساری دُنیا ہوئی اسلام سے روشن لیکن
حیف بوجہل ہی نے بدلی نہ اپنی کروٹ

نور سے اس کے منور ہوئے دونو عالم
کفر اسلام کے آجانے سے بھاگا سرپٹ

محکمے ہو گئے ہر ایک طرح کے قائم
بن گئے کنٹ کہیں اور کہیں کمسریٹ

جاری اسلام کے فرمان ہوئے عالم میں
ہوئے ایجاد سلیح خانے کہیں اور ہرمٹ

تھی ایامیٰ کی یتامیٰ کی جدا نگرانی
مال خانہ میں الگ ہوتی تھی اکثر آڈٹ

بخشش امتِ سردارِ دو عالم کا بھی
ہو گیا ہے شبِ معراج میں منظور بجٹ

خلق وہ حق نے دیا ایک نے بھی غصہ کی
کبھی پیشانی مبارک پہ نہ دیکھی سلوٹ

آپ محبوبِ خدا سرورِ کونین بنے
سر پہ لولاک کا اللہ نے رکھا سیس مکٹ

طٰہٰ یٰس الم نشرح والشمس ہیں آپ
والضحیٰ چہرۂ پرنور تو واللیل ہے لٹ

کامل انسان بنا کر تمہیں حق نے بھیجا
آپ کے آتے ہی دنیا کی ہوئی کایا پلٹ

لا الٰہ کی جگہ جاری ہوا الا اللہ
آپ کے قدموں سے دنیا ہی گئی ساری پلٹ

یا نبی کعبہ سے اور دیر سے کیا کام مجھے
سجدہ گہہ میری تو ہے آپ کے در کی چوکھٹ

نیک و بد سب کے عمل ہوں گے وہاں تو محفوظ
حشر میں کر نہیں سکتا ہے کوئی چھین جھپٹ

پیشِ عشاق کھڑے ہونگے یہ جب محشر میں
بھول جائینگے حسین اپنی یہ سب جھلاہٹ

زاہد اہم بھی تو دیکھیں گے صفِ محشر میں
مل گیا تجھ کو اگر خلد کے درجہ کا ٹکٹ

طالبِ حور کو کچھ واسطہ جنت سے نہیں
زاہد و مجھ سے عبث کرتے ہو تم زیٹ زپٹ

کام بنجاتا اگر خمکدہ عرفان سے
مے تو کیا تجھ کو اگر ملتی ذرا سی تلچھٹ

بزم میں رندوں کی گر آتا ہے ابلیس لعیں
دیکھ کر مجھ کو وہاں ہوتا ہے وہاں سے فروٹ

نعتِ احمد سے مجھے حق نے یہ رتبہ بخشا
آج قدسی بھی تو کرنے لگے مجھ سے اٹ سٹ

آلِ اطہارِ محمد کا بنا ہوں خادم
گھوڑا ہاتھی مجھے درکار نہ کبھی چیرٹ

کرم و رحم کی امید پہ اے رب کریم
تیرے دربار میں لایا ہوں میں خالی پاکٹ

نہ ریاضت نہ عبادت نہ کوئی نیک عمل — گھاٹ کو چھوڑ کے میں چلتا رہا ہوں اوگھٹ

سبقت رحمتی فرمان ہے تیرا سچا — رحمتِ عام تیری کاٹیگی میرے سنکٹ

یا الٰہی رہوں قائم اسی مضبوطی سے — رہِ اسلام سے جائے نہ میرا پاؤں رپٹ

یا الٰہی کرم و رحم ہے تیرا درکار — میرے اعمال کے دفتر کے نہ اوراق الٹ

مجھ کو اقرار ہے عاصی ہوں خطاکار ہوں میں — زاہدوں کی طرح آتی نہیں مجھ کو بنوٹ

ہے دُعا تجھ سے الٰہی کسی مومن کے پڑے — گرمیٔ نارِ جہنم سے نہ آنکھوں میں برٹ

اہلِ بیت نبویؐ کا ہے ازل سے بردہ
چھو بھی سکتی نہیں بدنام کو دوزخ کی لپٹ

فضائے عالمِ امکاں کا ہے عجب عالم — کہیں خوشی ہے کہیں شادی اور کہیں ماتم

کہیں ہے بادۂ عیش و نشاط کا دورہ — کہیں ہے درد کہیں کرب اور کہیں ہے الم

ہوا ہے فقر کے ہاتھوں سے کوئی زار و نحیف — کوئی ہے صاحب تاج و سریر و ملک و علم

کسی کو دولتِ دارین ہو گئی حاصل — کسی کا شومیٔ قسمت سے ناک میں ہے دم

کسی کے کٹتے ہیں عیش و طرب میں لیل و نہار — کسی کو گھیرے ہوئے ہیں حوادث پیہم

کسی کو وسکی و الڈام سے نہیں فرصت — کوئی ہے خوف سے محشر کے مضطرب ہر دم

کسی کو صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج کا ہی شوق — قمار بازوں میں میخواروں میں کوئی مدغم

کوئی ہے عالم و زاہد کوئی فقیر و ادیب — کوئی ہے جاہل و عاصی کوئی سفیہ اثم

کسی کو وصل میسر ہے مہ جبینوں کا — نصیب میں ہے کسی کے ہمیشہ ہجر کا غم

نوائے نے کا ہے مفتوں کوئی ترانے کا — پسند جوگیا کرتا ہے اور کوئی سرگم

ہے ایک مائل سارنگی جان اور دل سے — گراموفون کی بھاتی ہے ایک کو پنچم

کوئی الاپتا پھرتا ہے راگنی بے وقت
نہ جس کو سُر کی خبر ہے نہ سمجھے تال اور سم

کوئی متنجن و بریانی روز کھاتا ہے
کسی کو تیسرے فاقہ میں ملتے ہیں شلجم

کسی کے بخت میں تنہائی خانہ بربادی
کوئی ہے صاحبِ اولاد و مال و جاہ و حشم

کسی نے نام بھی راحت کا عمر بھر نہ سُنا
کسی کو خوب میسّر ہیں عیش و ناز و نعم

کوئی حسین و جمیل و شکیل و رعنا ہے
کوئی ہے اعمیٰ کوئی لنگ و لوک کوئی اصم

مغنّی ہے کوئی مطرب کوئی ہے زمزمہ سنج
کریہ صوت ہے کوئی غبی کوئی ابکم

کوئی سخی و سعید و علیق و خندہ جبیں
کوئی بخیل و شقی کوئی جابر و اظلم

شمار کوئی کہاں تک کرے انہیں بیٹھا
تمام عمر گنے یہ نہوں گے ہر گز کم

ہزاروں آتے ہیں دُنیا میں سیر کرنے کو
ہزاروں کرتے ہیں ہر روز کوچ سوئے عدم

سمجھ میں کچھ نہیں آتا میرے سبب کیا ہے
سمندِ خامہ نہیں چلتا ٹھیک چار قدم

نہ کس طرح سے طبیعت امنگ پر آئے
خزاں کا نام نہیں ہے بہار کا موسم

خدا ہی جانے ارادہ ہے آج کیا میرا
کہ شاخِ طوبیٰ کا لایا ہوں میں بنا کے قلم

سیاہی کی ہے مہیا سوادِ دیدہ سے
خدا کے نام پہ کرتا ہوں ایک مطلع رقم

رسولِ ص پاک شہنشاہ و سرورِ عالم
قسیم کوثر و محبوب حق شفیع اُمم

رحیم و خلق عظیم و رؤف و صاحب سیف
امین و دافع قحط و وبا و رنج و الم

بشیر و منذر و مصباح و صاحبِ معراج
سخی شجاع و غنی البطحی و جود اتم

محمد ص عربی رحمتِ دو عالم ہیں
خدا کا لطف ہے اُن پر خدا کا اُنپہ کرم

کہیں ہے طٰہٰ کہیں والضحیٰ کہیں واللیل
کہیں ہے اِنّا فتحنا کہیں ہے نون و قلم

ہے جبرئیلِ امین اُن کا خادم و درباں
فرشتے اور بھی سب چومتے ہیں اُنکے قدم

سما وارض و نجوم و نعیم و خُلد و جحیم ۔۔۔ مہ منوّر و مہرِ منیر لوح و قلم

یہ سب انہیں کے سبب سے ہوئے ظہور پذیر ۔۔۔ خدا نے آیۂ لولاک میں کیا ہے رقم

سجایا گلشنِ کونین کو انہیں کے لئے ۔۔۔ انہیں کے دم سے ہوئی رونق حریم و حرم

خطاب حق سے ملا ان کو مصطفائی کا ۔۔۔ ہر اک نبیؑ کا رہا رتبہ ان کے رتبہ سے کم

دئے تھے معجزے جتنے تمام نبیوںؑ کو ۔۔۔ وہ سب دئے انہیں حق نے زراہِ لطف و کرم

خدا نے کر دیا ہر ایک بات کو ظاہر ۔۔۔ تمام راز کا ان کو بنا دیا محرم

تمام نبیوں سے برتر ہے آپ کا رُتبہ ۔۔۔ انہیں کو حق نے بنایا ہے افضل و اکرم

نبیؐ نہ ہوگا کوئی اب قیامِ دُنیا تک ۔۔۔ رسالت اور نبوت کے آپ ہیں خاتم

علیؓ و فاطمہؓ حسنینؓ کا غلام ہوں میں ۔۔۔ خدا کا فضل ہے مجھ پر خدا کا لطف و کرم

زمانہ رنگ بدلتا ہے روز روز نئے ۔۔۔ نہ زارِ روس ہے باقی نہ قیصرِ ولیم

ہمیشہ ہوتا رہا ہے یوں ہی عروج و زوال ۔۔۔ کہاں ہے ٹرکی کا وہ عز و جاہ و جیش و حشم

نصیب جب تلک اچھا بنا رہا اپنے ۔۔۔ ہر ایک گوشۂ دُنیا میں تھے عزیز و جم

مگر یہ آج مقدر ہے افج پر اپنا ۔۔۔ ہوئی ہیں مجلسیں سب اپنی درہم و برہم

خیانت اور عداوت ہی جن کا شیوہ ہے ۔۔۔ وہی ہمارے بنائے گئے ہیں آج حکم

مقام کونسا باقی رہا تھا دُنیا میں ۔۔۔ نصب ہمارے نہ تھے جس جگہ خیام و خیم

ہر اک مہم میں ہمیں کامیاب ہوتے تھے ۔۔۔ نظر نہ آتا تھا کوئی بھی کام ہم کو اہم

ہزاروں ہو گئے منصورؓ سیکڑوں عطارؒ ۔۔۔ جنیدؒ و شبلیؒ کہیں مست اور کہیں ادھمؒ

مگر ہوا ہے یہ اب حال قوم کا اپنی ۔۔۔ نہ ان کا ہے کوئی مونس نہ رہبر و ہمدم

بنا ہے گھر میرا بتخانہ چین کا بدنام ۔۔۔ جمع ہوئے ہیں حسینوں کے اس قدر البم

گناہگار ہوں لیکن یہ ہے گھمنڈ مجھے
کہ ہے خدا میرا ستار و واحد و ارحم

رہوں گا پنجتن رض پاک کی غلامی میں
ارادہ دل سے یہی کر لیا ہے مستحکم

سیہ کاریاں گو اس قدر بڑھی ہیں میری
کہ میرا نامۂ اعمال بن گیا منظلم

خدا غفور و کریم و رحیم و بندہ نواز
محمد عربی جیسا ہو شفیع اُمَم

نہیں ہے خوف میرے دل میں کچھ بھی محشر کا
ہوئے ہیں خوبیٔ قسمت سے وہ ذریعے بہم

اے عکس روئے مصطفےٰ خواجہ معین الدین حسن
وے نور چشم مرتضیٰ خواجہ معین الدین حسن

اے فخر جملہ اولیا خواجہ معین الدین حسن
وے مظہر نور خدا خواجہ معین الدین حسن

شاہ و گدا صبح و مسا بر آستانت جبہ سا
اے منبع جود و سخا خواجہ معین الدین حسن

نور محمد مصطفےٰ جان علی رض و فاطمہ رض
محبوب محبوب خدا خواجہ معین الدین حسن

مستغنیم از دو جہاں فارغ شدم زاین و آں
بر من چو کردی لطفہا خواجہ معین الدین حسن

منظور جملہ انبیا محبوب جملہ اتقیا رض
مقبول جملہ اولیا خواجہ معین الدین حسن

در رنج و در کرب و بلا گو یدگر از صدق و صفا
ہر درد را باشد دوا خواجہ معین الدین حسن

خاک درت من گشتہ ام از دو جہاں بر گشتہ ام
لطفے بہ من بہر خدا خواجہ معین الدین حسن

از ساغر خود اے شہا یک قطرۂ فرما عطا
ایں عاصی بدنام را خواجہ معین الدین حسن رض

شبیہ حیرت و ہم شکل انتظار ہوں میں
کبھی خزاں ہوں کبھی صورت بہار ہوں میں

غریب قافلہ دور روزگار ہوں میں
کسی کی نیند کا اترا ہوا خمار ہوں میں

مثال برق کبھی صورت شرار ہوں میں
الٰہی کس کے لئے اتنا بیقرار ہوں میں

گیا ہے عالمِ بالا کو شہسوار کوئی
نہ دل سے جائیگی الفت میرے محمدؐ کی
نصیب جاگیں میرے بختِ خفتہ ہو بیدار
یہ فرق عاشق و معشوق میں ہے بندہ نواز
لگی ہے آگ میرے تن بدن میں کیا کیجئے
میں اُن سے کہتا ہوں جب بڑھ چلی ہے بےچینی
ہوا ہے فائدہ کیا اس سے یہ تو کہہ دیجئے
کبھی تم آؤ میری قبر پہ تو ہو معلوم
الٰہی تو ہے کریم و غفور و نکتہ نواز

اُسی کی گردِ سمِ اسپ کا غبار ہوں میں
شریکِ بزمِ حسیناں اگر ہزار ہوں میں
تمہارے تیرِ نگہ کا اگر شکار ہوں میں
ستم شعار ہو تم اور وفا شعار ہوں میں
کہ سر سے پاؤں تلک صورتِ چنار ہوں میں
وہ مجھ سے کہتے ہیں دل کا تیرے قرار ہوں میں
تمہارے چاہنے والوں میں گر شمار ہوں میں
کہ بعدِ مرگ بھی زندہ بہ مزار ہوں میں
اگرچہ کیسا ہی خاطی گناہگار ہوں میں

عبث جناب میرا حال کرتے ہیں معلوم
بتاؤں آپ کو۔ بدنامِ روزگار ہوں میں

کس طرح ڈر جاؤں گا ان شعلہ رخساروں سے میں
ہیں عبث اے بیوفا یہ طعنہ ہائے دلخراش
تندرستی خاک میں میری ملادی آپ نے
وہ یہ کہتے ہیں ستمگر ہوں۔ مگر تیرے لئے
زندگی بے لطف ہو جاتی ہے آخر کیا کروں
وہ مصفا داغ اُن میں کیا مجھے کچھ خبط ہے
ترک کر دینا ہی اس کا اب مناسب ہے مجھے
جو مئے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کے مجھے دیتے ہیں جام

عمر بھر کھیلا کیا ہوں ایسے انگاروں سے میں
کیا کبھی پیچھے رہا تیرے خریداروں سے میں
آج کل تو بڑھ گیا ہوں دق کے بیماروں سے میں
کیا وفا لایا کروں ہر روز بازاروں سے میں
دور رہتا ہوں کسی دن گر دل آزاروں سے میں
جا بھڑاؤں مہرو مہ کو اُن کے رخساروں سے میں
آگیا ہوں تنگ اس دُنیا کے آزاروں سے میں
خاص رکھتا ہوں تعلق ایسے میخواروں سے میں

غیر کا سر تیرے زانو پر ہو اور اے بیوفا
سر کو ٹکراتا پھروں ذرات کہساروں میں ہے

ابروئے جاناں سے برسوں تک رہا ہے مشغلہ
مر نہیں سکتا ہوں اے بد نام تلواروں سے میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بنامِ آنکہ حسنش لازوال است
بنامِ آنکہ بے مثل و مثال است

علیم و عالم و خلاقِ دارین
لطیف و والی و صناعِ کونین

رفیقِ بیکساں وقتِ مصیبت
رفیقِ مجرماں روزِ قیامت

دو عالم شمۂ از صنعتِ اوست
جحیم و خلد رازِ قدرتِ اوست

ز عکسِ حسنِ او حسنِ حسیناں
ضیائے نور روئے مہ جبیناں

ز لفظِ کن ہمہ عالم ہویدا
سفید و زرد و سرخ و ہم سویدا

فضائے ہر دو عالم از وجودش
نجات و راحتِ ما از و دودش

نصیر است و کریم است و حلیم است
رحیم است و معین است و علیم است

ہمہ محتاجِ او و آں معطیِ کل
ہمیں طور است آں دورِ تسلسل

کنم ورد زباں اللہ اکبر
کہ ذاتش عالی و اعلیٰ و برتر

من و حمدِ خدائے فالق النور
کجا نور و کجا ذرّہ کجا طور

چو خود لوکان در قرآن فرمود
پس کوششِ انسان بے سود

الٰہی قلبِ ما از نورِ عرفاں
منوّر کن برائے شاہِ شاہاں

غنائے قلب مرا یا رب عطا کن
دلِ ما پاک از حرص و ہوا کن

گنہ حد سے سوا میرے بڑھے ہیں — حسیں ہر وقت میرے سر چڑھے ہیں
کیا ہے نفس نے برباد مجھ کو — نوکر دو نو جہاں میں شاد مجھ کو
ہوا ہوں اس کے ہاتھوں سے بہت تنگ — ہمیشہ رہتی ہے اس کی میری جنگ
اِسے مغلوب کر صدقہ علیؓ کا — حسنؓ کا اور حسینؓ ابن علیؓ کا
مجھے دونوں جہاں میں شاد رکھ تو — میرا دل عشق سے آباد رکھ تو
مجھے دے آتشِ عشقِ محمدؐ — کہ ہو دل کو میرے عیش مخلد
رہے دارین میں مسرور و محفوظ — بنے ہر ایک درد و غم سے محفوظ

نعت

محمدؐ مظہرِ نورِ الٰہی — حبیب اللہ و منظورِ الٰہی
محمدؐ باعثِ تخلیق کونین — شفیع عاصیان و جدّ حسنینؓ
محمدؐ شاہ جبرئیل است درباں — محمدؐ حامل تفسیرِ قرآں
محمدؐ صاحبِ معراج ولولاک — محمدؐ زینت ارض است و افلاک
محمدؐ نور ذاتِ بیچگون است — ہمون است و ہمون است ہمون است
محمدؐ رحمۃ للعٰلمیں ہے — محمدؐ ہی شفیع المذنبیں ہے
محمدؐ دافع قحط و وبا ہے — محمدؐ شافعِ روزِ جزا ہے
دوا ہر درد دل کی ہے محمدؐ — بنا اس آب و گل کی ہے محمدؐ
رؤف اُس کو خدا فرما رہا ہے — رحیم اُس کو خطاب اُس نے دیا ہے
خدا والشمس اور واللیل فرمائے — الم نشرح کے معنی اُسکو سمجھائے
کہیں طٰہٰ و یٰسین شان اُس کی — کہیں انا فتحنا شان اُس کی

کہیں مُزمِّل و مُدَّثِّر آیا — خدا نے مرتبہ اُن کا بڑھایا
خدا قرآن میں فرما رہا ہے — محمدؐ رتبہ میں سب سے بڑا ہے
فرشتے اور ہیں ساعت بساعت — ہمیشہ بھیجتے ہیں اُس پہ رحمت
کہاں نعتِ محمدؐ اور بدنام — خدا کا کس طرح بندہ کرے کام
خدا مدّاح جس کا ہو پھر انساں — کرے تعریف اُس کی کیا ہے امکاں
علیؓ و فاطمہؓ حسنینؓ ذیجاہ — محمدؐ آفتاب و این ہمہ ماہ
من محزون و رنج و درد ہیم — ترحم یا نبی اللہ ترحم

کدھر ہے ساقیِ فرخندہ فرجام — مجھے للہ تو وہ بھر کے دے جام
کہ جس کے پیتے ہی ہو جاؤں میں مست — بلند آئے نظر میں اور نہ کچھ پست
وہ حسن و عشق کی تصویر کھینچوں — شبیہ شبرؑ و شبیرؑ کھینچوں
کہ جس کو دیکھ کر انسان ہو حیران — قلم کے جسمِ مُردہ میں پڑے جان
لکھوں عشقِ مجازی کے وہ اسرار — کہ ہو جائے بُتوں کا سرد بازار
میرا دل معرفت کا خمکدہ ہو — مئے اُلفت سے پُر یہ میکدہ ہو
نہ آئے وسوسہ بھی ما و من کا — خیال آنے نہ پائے تن بدن کا
بُھلا دوں یاد دل سے دو جہاں کی — رہے پروا نہ کچھ کون و مکاں کی
خمارِ بادۂ توحید سے دل — بنے حُسنِ ازل کی خاص منزل
سرورِ بادۂ توحید و عرفاں — اُڑا دے میرے دل سے سہو و نسیاں
لکھوں عشقِ مجازی کی حقیقت — بتاؤں اس کی دُنیا کو فضیلت

غنیمت نے بھی یہ جتلا دیا ہے — کھلے الفاظ میں بتلا دیا ہے

متاب از عشق رو گرچہ مجازی است — کہ ایں بہر حقیقت کارسازی است

حقیقت عشق کی جو جانتا ہے — خدا کو بس وہی پہچانتا ہے

ہر اک دکھ درد کی دارو محبت — گُلِ مقصود کی خوشبو محبت

یہی مجنوں یہی منصور و فرہاد — اسی نے گھر کیے لاکھوں کے برباد

یہی لیلیٰ یہی شیریں یہی ہیر — یہی گمنامی و تحقیر و تشہیر

نہ ہو جو آنکھ مخمورِ مئے عشق — نہ ہو دل جس کا مسرورِ عشق

نہ ہو جس دل میں نارِ عشق روشن — جگر میں ہو نہ جس کے اس کا روزن

اُسے انسان کب کہنا روا ہے — جو دردِ عشق سے ناآشنا ہے

جو واصل ہونا چاہے تو خدا سے — لگا لے دل محمدؐ مصطفےٰ سے

اسی سے ہوتا ہے انسان کامل — اسی سے ہوتا ہے انسان واصل

یہی عرشِ بریں پر جا بٹھلائے — یہی انسان کو سجدہ کرائے

یہی تو کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً ہے — فرشتوں نے اسے سجدہ کیا ہے

یہی ہے موجبِ تخلیقِ کونین — یہی ہے عزت و توقیر حسنینؓ

حقیقی کا مجازی عشق زینہ — یہی ہے بحرِ عرفاں کا سفینہ

مجازی عشق کیا ہے عشقِ احمدؐ — یہی عشقِ حقیقی کی ہے ابجد

علیؓ شیرِ خدا ہے نام اس کا — دکھانا راہِ حق ہے کام اس کا

یہی صدیقؓ و عثمان و عمرؓ ہے — شفائے ہر مرض اس کا اثر ہے

یہی بدنام کرتا ہے نصیحت — نہ کرنا غیر سے کوئی محبت

لکھوں توصیف کیا پنجاب کی میں | کہ جیسی صورتیں اس ملک میں ہیں
لکھوں گر ایک دن کا کوئی منظر | علیحدہ اُس کو ہے درکار دفتر
غنیمت نے بھی یہ لکھا ہے دُکھڑا | نظر میں اُس کی بھی تھا ایک ٹکڑا
نہ پنجاب انتخاب ہفت کشور | قسم خوردہ بخاکش آبِ کوثر
جو سندھی اور پنجابی حسین ہیں | کہے پیرِ فلک ایسے کہیں ہیں
سراپا لکھ سکے طاقت ہے کسکی | مگر وہ لکھے موت آئی ہو جس کی
وبالِ جانِ عاشق بال سر کے | قیامت آگئی گر رُخ پہ سر کے
گُلِ رُخسار پر گر دیکھے کاکل | فدا ہو اُس پہ سو سو بار سُنبل
جبین صاف رُشکِ ماہِ کامل | دو ابرو کعبۂ زہاد کامل
صفِ مژگاں بلائے ناگہانی | دو چشمش مایۂ صد زندگانی
صفائی مہر و مہ میں وہ کہاں ہے | جو رخسارِ مصفا سے عیاں ہے
نہیں رُخسار نورِ حق کا ہے عکس | دہن ہے یا جواہر کا بھرا بکس
ہرن دیکھے تو جائے چوکڑی بھول | اُڑائے نرگسِ شہلا کھڑی دھول
پڑے جس پر نظر وہ مست ہو جائے | نظر میں حور اُس کی پست ہو جائے
زنخ اور غبغب و مینائے گردن | پڑھے کلمہ اگر دیکھے برہمن
ہر اک سینہ پہ دو دو گل فراہم | فرشتے تاکتے ہیں جس کو ہر دم
شکم کو گر لکھوں میں بقعۂ نور | حسد سے بس وہیں جل جائیگا طور
سرین و زانو و ساقِ حسیناں | کفِ پا و شتالنگ حسیناں
مہ و مہر منور چرخ گرداں | تلاش و جستجو میں ان کی حیراں

مثال ان کی نہیں ملتی کسی کو
جہاں کی چھان مارا ہر گلی کو

یہ تھوڑا نمونہ مثنوی سیر پنجاب کا ہے دو مثنویاں بحرِ غم۔ رد کھڈی نامہ اور تیار ہیں جو علیحدہ طبع ہوں گی انشاء اللہ

حال پریشاں میرا یارو حسن نے بھی دیکھا وہی دیا
کیا کہوں اسکی محبت نے مجھے دونو جہاں سے کھوہی دیا

رونا پڑا گو برسوں ہم کو لیکن یہ انجام ہوا
دل میں اُسکے تخمِ محبت آخر ہم نے بوہی دیا

اشک افشانی اپنی ایدل ضائع ہوئی کب ہمنے تو
موتی رشتہ الفت میں آنسو کا اپنے پروہی دیا

وصل سے برسوں شاد رہے ہمنے لیکن خوبی قسمت کی
کانٹا ہجر و فراق کا اُس نے دل میں میرے چبھوہی دیا

برسوں دربدر مارے پھرے ہم جب کہیں اُس تک پہنچے ہیں
بحرِ محبت میں دل اپنا اے بیدنام ڈبوہی دیا

نورِ احمد صلعم عالمِ تکوین کی تمہید ہے
اس لئے یہ قابلِ تسلیم اور تحمید ہے

ہے جگر میں آتشِ عشق و محبت اس لئے
سرد ہو جائے نہ دل اُسکی یہی تکمید ہے

مذہبِ حق اولیاء اللہ کا ہے بے شبہ
مسئلہ ہر ایک ان کا قابلِ تقلید ہے

اولیا ناجی ہیں یا اُن کے محب و متبع
معرفت مقصد ہے ان کا ماحصل توحید ہے

گر نہ ہو باور کسی کو یہ تو میرے قول کی
اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ بڑی تائید ہے

گر سمجھ دی ہے خدا نے ڈھونڈ اسمیں مدعا
مت سمجھ بیکار ان اوراق کی تسوید ہے

منزلِ مقصود میں قطع تعلق ہے ضرور
راہرو لازم تجھے تفرید ہے تجرید ہے

طالبِ مولیٰ کو ملتی ہے غذائے روح و قلب
یہ محبت وہ ہے جس سے خون کی تولید ہے

دوزخ و جنت کے جھگڑے میں پڑے ہیں ناسمجھ
ایک کا مقصد ہے لالچ ایک کا تہدید ہے

پی مئے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ مست ہو کر بیٹھ جا
بیعتِ پیرِ مغاں کی بس یہی تجدید ہے

علم ہے علمِ تصوف جس سے ملتا ہے خدا
اس کا ہر ایک مسئلہ ناقابلِ تردید ہے

دخترِ رز منہ کھولے میخانہ میں ہنستی ہے خموش
میکش اس کو منہ لگا لے بس پھر اسکی عید ہے

بعد مدت کے ہمیں بدنام یہ ثابت ہوا
قلبِ مومن کیلئے عشقِ بتاں تبرید ہے

عرض رکھتے ہیں ربّ العلمیں سے
ہمارا کام کیا دُنیا و دیں سے

ستم کرتا ہے وہ چینِ جبیں سے
غضب ڈھاتا ہے چشمِ سُرمگیں سے

اگر تیرِ مژہ سے بچ گیا دل
تو اُلجھا اُس کی زلفِ عنبریں سے

تیری محفل سے آج اُٹھے ہیں فتنے
قیامت بھی اُٹھے گی کل یہیں سے

تنفّر نارِ دوزخ سے ہے دل کو
نہ کچھ اُلفت ہے فردوسِ بریں سے

خدا کے واسطے اے چارہ ساز و
دوائے دردِ دل لاؤ کہیں سے

کھچی رہتی ہیں اُس کی تیغِ ابرو
عیاں آثارِ خونریزی جبیں سے

میرا دل کر نہیں سکتا گوارا
بُتوں کا شکوہ ربّ العلمیں سے

خیالِ وصل سے جو بدلے تیور
کریں کیا بات ایسے نازنیں سے

وہ کہتے ہیں تمہیں آتی نہیں شرم
ہمارا شکوہ کرتے ہو ہمیں سے

چڑھے ہو آج تو قابو پہ - تم نے
نکالا کام برسوں تک نہیں سے

بناتے ہیں غزل اس طرح شاعر
اُڑایا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے

کٹے گی عمر یہ کس طرح بدنام
لگالو دل کسی زہرہ جبیں سے

زہے بخت و زہے تقدیر یاور
مبارک ہو تمہیں یہ حجِ اکبر

زیارت روضۂ حضرت کی کر لی
تمہارا کیسا اچھا ہے مقدّر

اِسی کا دولتِ دارین ہے نام
اسی کو کہتے ہیں بختِ سکندر

گئے حج کر کے واپس خیر سے آئے
انہیں کو ہوتی ہے حاصل یہ دولت
مدینہ جس نے دیکھا بن گیا وہ
خدا کا شکر ہے بد نام پہنچا

ہوئی دارین کی دولت میسّر
کہ رحم و لطف ہے اللہ کا جن پر
غلامِ ساقیِ تسنیم و کوثر
حبیب اللہ حبیب اللہ کے در پر

رباعیات

خود بینی و بد بینی سے کیا حاصل ہے
اللہ جسے دے اُسے روکے گا کون

جلتا ہے حسد کی آگ میں جاہل ہے
افسوس کہ اس رمز سے تو غافل ہے

جس دل میں خباثت ہے شرارت ہے بھری
اللہ و رسول پر نہیں ہے تیرا ایمان

کہہ سکتا نہیں کوئی بھی وہ بات کھری
ہے عقل تیری طاق میں بد بخت دھری

اللہ پہ توکل ہے ہمارا مضبوط
وہ دیتا ہے بے کسب و ہنر اے بدنام

شک اور شبہ اُس میں نہیں ہے مخلوط
جاہل بیدین کیوں بنے ہیں مخبوط

شاگرد ہوئے کسی کے ہم نہ اُستاد ہوئے
پھرتے رہے عمر بھر جہاں میں افسوس

یہ سال یوں ہی عمر کے برباد ہوئے
اک دن بھی نہ گھر جا کے ہم آباد ہوئے

عزت ملی ثروت ہوئی دولت دیکھی
دل کے ہاتھوں رہے ہمیشہ برباد

دُنیا کی عجیب ہم نے حالت دیکھی
اُس کے ہوئے جس کی اچھی صورت دیکھی

کچھ قدر نہ ہم نے اپنی جانی افسوس
اب آیا بڑھاپے میں خیال طاعت

سب خاک میں مل گئی جوانی افسوس
دشوار ہے جب بات بن آئی افسوس

اُستاد نہ شاگرد نہ عالم نہ دبیر

سلطان نہ محتاج غنی اور نہ فقیر

مُلّا ہوں نہ صوفی ہوں نہ میں زاہد ہوں
تکیہ ہے نہ بستر ہے نہ ہے تاج وسر پر

گر بندہ کہیں اپنا مجھے وہ اکبار
اللہ رسولؐ پہ ہوں سو بار نثار
بدنام کو دارین کی راحت کے لئے
قرآن ہے ذریعہ اور آلِ اطہار

قائم بدنام جب قیامت ہو گی
معلوم ہر ایک کی حقیقت ہو گی
جو ہو گا محبِ پنجتن دُنیا میں
اُس روز اُسے عزّت وراحت ہو گی

حیوان ونباتات وجمادات ہوئے
دُنیا میں یہ سب موجبِ آفات ہوئے
ہر اک کو انہیں سے رنج وصدمے پہنچے
یہ باعثِ شر مانعِ طاعات ہوئے

دُنیا ناپائیدار ہستی نابود
ملجانے کو خاک میں بنا ہے یہ وجود
یہ ارض وسما فنا کا چکھیں گے مزا
اک روز یہ خاک بھی نہ ہو گی موجود

بدنام یہ دُنیا سے ہے رغبت کیسی
جو چیز فنا ہے اُس سے اُلفت کیسی
اللہ کو چھوڑکر بُتوں کو پوجو
وہاں چلتے نظر آؤ گے جنّت کیسی

اللہ نے بنا دیا ہے جن کو ممتاز
وہ کیوں نہ کلام پر کریں اپنے ناز
انسان نظر رکھے کرم پر اس کے
انجام بھی اچھا جو ہے اچھا آغاز

بدنام یہ عیش وبُت پرستی کیسی
اللہ سے ڈر پیری میں مستی کیسی
کچھ آیا معمّہ نہ سمجھ میں میری
کیا چیز فنا ہے اور ہستی کیسی

تنقیص سے تنقید سے فرمائیں معاف
جو کچھ بھی لکھا میں نے نہیں اس میں خلاف
ہیں نابلد محض ہوں اے اہلِ سخن
شاعر کے لئے چاہیئے میدانِ مصاف

در موسمِ گل شراب جائز باشد
معشوق وگزک کباب جائز باشد
ہرگز نہ کنم شکوہ بہ پیش غفار
گر در صلہ آتش عذاب جائز باشد

در عشقِ بُتاں گشت دلم آوارہ	عمرے کہ شدم زدست او ناکارہ
از جورِ بُتاں وظلم بیدادگراں	بدنام ذلیل وخوار گشت بیچارہ
چہ گوید محتسب نائے ودنے را	سرِ بازار مے نوشند مے را
اگر آید بمن آں شوخ گویم	جزاک اللہ فے الدارین خیرا
جُز عشقِ بُتاں ہیچ ندارم کارے	البتہ نماز میگذارم بارے
در موسمِ گل کسے نباشد مہجور	ہرگز نشود نصیب بلبل خارے
از بادہ خوشگوار توبہ توبہ	وز ساقی مے گسار توبہ توبہ
در پیری ز مہوشاں بباید باید	صد بار ہزار بار توبہ توبہ
ہزاروں آدمی ایسے بھی ہیں شقی ولئیم	جو کرتے رہتے ہیں مذہب میں کچھ نہ کچھ ترمیم
وہ مثل اپنے بتاتے ہیں اُن کی ہستی کو	خطاب جن کو خدا نے دئے رؤف و رحیم
اے سرورِ کونین صلوٰۃ اور سلام	کرنا نہ فراموش مجھے روزِ قیام
ڈھک لیجیو دامنِ شفاعت سے شہا	عاصی وخطاوار ہے مجرم بدنام
اسلام کی ہم سے کوئی خدمت نہ ہوئی	اللہ کی طاعت واطاعت نہ ہوئی
یہ عمر گذاری بُت پرستی میں تمام	اللہ کو پوجنے کی فرصت نہ ہوئی
اے قادرِ قیوم وتوانا توبہ	ہیں اپنے کو آجتک نہ جانا توبہ
ڈھونڈا مسجد میں اور مندر میں تجھے	تھا دل میں مرے تیرا ٹھکانا توبہ
فرعون ہے کون اور قارون ہے کون	ہارون ہے کون اور مامون ہے کون
بلقیس وسلیمانؑ سے کیا مطلب ہے	موسیٰؑ ہے کون اور ہارون ہے کون
یہ عمر میری سب یونہی برباد ہوئی	بھولے سے بھی تیری نہ کبھی یاد ہوئی

اللہ تو اُس وقت مجھے یاد آیا — جس وقت بُتوں کی مجھ پہ بیداد ہوئی

اللہ نے جسے حُسن کی دولت بخشی — دارین کی گویا اُسے عزّت بخشی
بدنام ہے مشکور خدا کا اُس نے — سب کچھ بخشا مجھے محبّت بخشی

اے دل انساں کی حقیقت کیا ہے — دنیائے دُنی کی زیب و زینت کیا ہے
بے عقل ہے جو اس کا بنے دلدادہ — کیا حُسن ہے کیا عشق ہے دولت کیا ہے

ہر چیز میں کچھ نہ کچھ چمک اُسکی ہے — ہر رنگ میں کچھ نہ کچھ جھلک اُسکی ہے
اس گلشنِ عالم کا ہر ایک گُل دیکھا — ہر پھول میں کچھ نہ کچھ مہک اُسکی ہے

قدوس ہے ستّار ہے غفّار ہے تو — واحد ہے لطیف اور جبار ہے تو
ہے فضل سے تیرے فتحِ دینِ حق کی — ہر اک کا معین اور مددگار ہے تو

گفتم کہ روا جور و ستم میداری — گفتا کہ زمن چشمِ کرم میداری
گفتم زتپِ ہجر قریبِ مرگم — گفتا کہ ہمیں ہمّتِ غم میداری

در عشقِ بُتاں زیستن و مردنِ من — پروانہ کند یار نہ آزردنِ من
بایست کہ ہر مشکلِ من سہل کُنی — آسان ترا بود چو دل بُردنِ من

اوراقِ پریشاں اگر جمع کُنی — از عشقِ بُتاں نفس را ہم منع کُنی
شائستہ لطفِ حق نباشی ہرگز — تا راحت و آرام جہاں طمع کُنی

کیسا ہوا میں خراب و رسوا بدنام — الفت میں سہے سیکڑوں رنج و آلام
کوئی نہ بنا مونس و ہمدم اپنا — دُنیا کے کیئے کام رہے ہم ناکام

حرص و حسد و طمع کا تو حاصل دیکھ — رسوا ہوا کیوں خوار ہے کیوں جاہل دیکھ
کس کام کو آیا تھا ہے کس میں مصروف — ہستی کو ذرا اپنی تو اے غافل دیکھ

روزی کا تیری جبکہ ہے اللہ کفیل
منّت کش مخلوق نہ بن ہوگا ذلیل
خود داری تیرا فرض ہے رکھ اِسپہ نگاہ
اللہ ولی والی ہے اور تیرا وکیل

اللہ غنی ہے اور کریم و ستّار
اللہ نصیر اور جلیل و جبّار
اللہ ولی ہے جب ہمارا بدنام
آرام سے پھر گذرے نہ کیوں لیل و نہار

دمساز و رفیق یار و اغیار کہاں
ہمراز و انیس مونس و دلدار کہاں
بیکس کا کبھی کوئی بنا ہے ہمدرد
تکلیف میں اللہ کے سوا یار کہاں

کس فکر میں پڑ گیا ہے نوائے بدنام
ادراک سے باہر ہے خدا کا ہر کام
جو اپنے بھروسہ پہ رہے گا کوئی
محروم رہے گا اور وہ ہمیشہ ناکام

دیکھا ہم نے بہت زمانہ دیکھا
دُنیا کا تمام کارخانہ دیکھا
وہ غیر تھے سب جن کو ہم اپنا سمجھے
بیگانے کو دوست اور یگانہ دیکھا

بندہ کو خدا سمجھ کے پوجا ہم نے
ناچیز کو حیف چیز سمجھا ہم نے
کیا عقل پہ پڑ گئے ہماری پردے
بینا ہو کر بھی کچھ نہ دیکھا ہم نے

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ
بِحَقِّ یَا نُوْرُ

طاعت سمجھا ہوں میں گنہگاری کو
دلداری سمجھتا ہوں دل آزاری کو
ہر ایک ہے اخلاق سے میرے نالاں
نیکی میں سمجھ رہا ہوں بدکاری کو

اَعْلَوْنَ ہے قرآن میں شانِ مومن
بدنام یہ سب دُنیا تھی آنِ مومن
پابندی اسلاف اگر ہم کرتے
چلہ سے اُترتی نہ کمانِ مومن

ارباب خرد کی نکتہ دانی دیکھی
اور اپنی طبیعت کی روانی دیکھی

سب عمر کٹی اپنی اسی جھگڑے میں
کیا دیکھا بڑھاپا کیا جوانی دیکھی

خود بینی کو چھوڑ اور خودداری سیکھ
یہ خندہ زنی چھوڑ کے توزاری سیکھ
کیوں آبلہ فریبی کا ہوا ہے تو شکار
ظالم اسلاف سے جہانداری سیکھ

ہوجائے حقیقت اگر اپنی معلوم
انعام الٰہی سے رہے ہے کیوں محروم
اللہ کرے فضل تو سب کچھ ہوجائے
انسان گنہگار ہو یا ہو معصوم

کیوں دل کو نہ قابو میں رکھا اے بدنام
دُنیا عقبیٰ کے جس سے بن جاتے کام
اب کرنے سے افسوس بھلا کیا حاصل
جب آنے لگا موت کا تجھ کو پیغام

اللہ کو بھولے نہ کبھی یاد کیا
سب عمر کو اپنی یوں ہی برباد کیا
بدنام کو معلوم ہے وہ عقبیٰ میں
غم دیکھے گا جس نے یہاں دل شاد کیا

دل کونسا ہے جو یہاں رنجور نہیں
وہ کونسا انساں ہے جو مجبور نہیں
کونین میں ہر چیز ہے محکوم خدا
بدنام کہے کیسے کہ معذور نہیں

جس دل میں محمدؐ کی محبت ہوگی
کونین میں اس کے لئے راحت ہوگی
حسنینؓ و بتول اور علی کا بردہ
جو ہوگا اُسی کی مِلک جنت ہوگی

دل بھر کے اس عالم کا تماشا دیکھا
کیا تم سے کہوں دوستو کیا کیا دیکھا
ہر روز نئے رنگ نظر آتے رہے
ہنستے دیکھا کسی کو روتا دیکھا

اے غافلو اللہ کی قدرت دیکھو
ہر چیز میں اسی کی شانِ عظمت دیکھو
کس طرح سے دن رات کا ہوتا ہے ظہور
کس چیز سے پیدا ہوئی خلقت دیکھو

کبھی جوانی کا ہمنے بھی خواب دیکھا تھا
حسین ایک سے ایک لاجواب دیکھا تھا
رہے تھے وصل حسیناں سے مدتوں مسرور
فراق و ہجر کا بھی کچھ عذاب دیکھا تھا

ہستی نہ کہو فریب ہستی ہے یہ
ہے ایسی جگہ کہتے ہو جس کو دنیا
کہنے ہو بلندی جسے پستی ہے یہ
ویران ہی ہوتی ہے نہ بستی ہے یہ

اے رحمت عالم نظر رحمت کر
بدنام ہوں برباد ہوں عاصی ہوں میں
دل سے میرے دور رنج و زحمت کر
للہ تو مجھ پر نگہِ شفقت کر

انسان کا جب وقت بُرا ہوتا ہے
آتا نہیں پاس کوئی حال بد میں
ہر ایک رفیق اُس سے جُدا ہوتا ہے
مشکل میں مددگار خُدا ہوتا ہے

دُنیا کی محبت کا یہ حاصل دیکھا
بیکار نظر آیا نہ کوئی ہم کو
ہر ایک کو مصروفِ مشاغل دیکھا
ہاں کام سے اپنے اُنہیں غافل دیکھا

ہم کام سے اپنے رہے غافل افسوس
سب عمر کٹی غفلت و نادانی میں
عالم تھے مگر بن گئے جاہل افسوس
مقصود نہ اپنا ہوا حاصل افسوس

بدنام رہے یا کہ رہے ہم گمنام
اللہ سے غافل نہ رکھا دل کو کبھی
ہر وقت مگر کرتے رہے اپنا کام
بیدار ہوئے یار ہے مصروف منام

باقی ہے فقط ذات خدائے جبار
کیا چیز ترے کام کی ہے دُنیا میں
فانی ہے ہر ایک چیز یہاں کی اے یار
دل اس کی محبت میں پھنسایا بیکار

محفوظ و سعید اور عزیز و ممتاز
مسعود ہوں کونین میں بھر اسحٰق
محبوب و حبیب اور انیس و دمساز
اے خالقِ کونین رفیق و ہمراز

قیوم و صمد ہے تو سلام اور حلیم
دی تو نے فضیلت بھی مجھے عظمت بھی
غفار ہے ستار ہے رحمٰن و رحیم
ہادی ہے میرا اے میرے جبار و کریم

انوار الٰہی کا ہوا جب اظہار
ابرار ہوئے واقفِ رازِ اسرار

احساں یہ خدا نے کیا ہم پہ بدنام
توحید و رسالت کا کرایا اقرار

صدقہ حسنینؓ و مصطفیٰ کا یارب
صدقہ زہراؓ و مرتضیٰؓ کا یارب

مجھ پہ دارین میں رہیں الطاف کرم
صدقہ شہداء کربلا کا یارب

رحمٰن و رحیم اور ستار ہے تو
قیوم و قدیر اور غفار ہے تو

ہر دم سے ہے نظر میری تیری رحمت پر
قدوس ہے وہاب ہے جبار ہے تو

غزل

اب ڈروں گا کس طرح ان شعلہ رخساروں سے میں
عمر بھر کھیلا کیا ہوں ایسے انگاروں سے میں

تندرستی خاک میں میری ملا دی آپ نے
ان دنوں تو بڑھ گیا ہوں تیرے بیماروں سے میں

ہیں عبث اے بیوفا یہ طعنہائے دلخراش
رہ گیا پیچھے کبھی تیرے خریداروں سے میں

وہ یہ کہتے ہیں ستمگر ہوں تو میں تیرے لئے
کیا وفا لایا کروں اب جا کے بازاروں سے میں

ترک کر دینا ہی اس کا اب مناسب ہے مجھے
آگیا ہوں تنگ اس دنیا کے آزاروں سے میں

وہ مصفا داغ ان میں کیا مجھے کچھ خبط ہے
جا بھڑاؤں مہرومہ کو ان رخساروں سے میں

زندگی بے لطف ہو جاتی ہے آخر کیا کروں
دور رہتا ہوں اگر ایسے دل آزاروں سے میں

جو مئے الفقر فخری کی مجھے دیتے ہیں جام
خاص رکھتا ہوں تعلق ایسے میخواروں سے میں

ابروئے جاناں سے برسوں تک رہا ہے مشغلہ
مر نہیں سکتا ہوں اے بدنام تلواروں سے میں

غزل

مثال برق کبھی صورت شرار ہوں میں
الٰہی کس کیلئے اتنا بے قرار ہوں میں

شبیہ حیرت و ہم شکل انتظار ہوں میں
کبھی خزاں ہوں کبھی صورت بہار ہوں میں

غریب قافلۂ دور روزگار ہوں میں
کسی کی نیند کا اترا ہوا خمار ہوں میں

گیا ہے سامنے سے شہسوار حسن کوئی
اسی کے قافلہ کی گرد ہوں غبار ہوں میں

لگی ہے آگ میرے تن بدن میں فرقت سے
کہ سر سے پاؤں تلک صورت شرار ہوں میں

میں ان سے کہتا ہوں جب مضطرب ہو دل بے چین
وہ مجھ سے کہتے ہیں دل کا تیرے قرار ہوں میں

کبھی تم آؤ میری قبر پر تو ہو معلوم
مرا ہوا ابھی تو زندہ تہ مزار ہوں میں

ہوا ہے فائدہ کیا اس سے یہ تو کہہ دیجئے
تمہارے چاہنے والوں میں گر شمار ہوں میں

نصیب جاگیں میرے بخت خفتہ ہوں بیدار
تمہاری تیر نگہ کا اگر شکار ہوں میں

یہ فرق عاشق و معشوق میں ہے بندہ نواز
ستم شعار ہو تم اور وفا شعار ہوں میں

الٰہی تو ہے کریم و غفور بندہ نواز
یہ میں نے مانا کہ خاطی گناہ گار ہوں میں

نہ دل سے جائے گی الفت میرے محمدؐ کی
شریک بزم حسیناں اگر ہزار ہوں میں

عبث جناب میرا حال کرتے ہیں معلوم
بتاؤں کیا تمہیں بدنام روزگار ہوں میں

غزل

دیکھکر واللہ عکس زلف پُر فن آب میں
میں نے سمجھا کھیلتی پھرتی ہے ناگن آب میں

اس طرح ہے اس کا عکس روئے روشن آب میں
بدر کامل جس طرح ہو جلوہ افگن آب میں

جب ہلال عید دریا میں مجھے آیا نظر
میں یہ سمجھا گر گیا ہے اس کا کنگن آب میں

خالق کونین کی حکمت کسے معلوم ہے
مردم دیدہ کا کیوں رکھا ہے مدفن آب میں

میں نہانے کو گیا تو آگ دریا میں لگی
داغہائے دل ہوئے کچھ ایسے روشن آب میں

جب نہانے کو کبھی آتا ہے وہ پردہ نشیں
خود بخود موجوں سے بجاتی ہے چلمن آب میں

دیکھکر اس کو کہاں رہتا یہ تقوی آپ کا
خضر بن کر پھر رہے ہو پاکدامن آپ میں

غیر سے جب تم ملو پھر مجھ سے امیدیں عبث
روشنی کیونکر ہو جب ملجائے روغن آب میں

سرد مہری سے تیری میرا بھی دل یوں بجھ گیا
سرد ہو جاتا ہے جیسے گر کے آہن آب میں

لیٹے بیٹھے دونوں عالم کی کیا کرتے ہیں سیر
مردم دیدہ نے کر رکھے ہیں روزن آب میں

اس طرح خاموش ہے دریا میں بگلوں کی قطار
جیسے بھگتی کرتے ہیں بیٹھے برہمن آب میں

بے ثباتی اس سے بڑھکر اور کیا دنیا کی ہو
ہیں یہ سب کوہ بیابان دشت و گلشن آب میں

بحر الفت میں مجھے بھی ہے وہی عیش و نشاط
مچھلیاں مسرور ہیں جیسے ہمہ تن آب میں

ہو کھڑا پانی میں جب وہ مجھکو آتے ہیں نظر
نرگس و شمشاد و چمپہ سرو سوسن آب میں

ہے منور میرا دل بھی بحر عرفاں میں یونہی
جیسے پاتا ہے جلا رہنے سے کندن آب میں

جتنا وہ سفاک ہے اتنی ہی یہ بھی تیز ہے
ڈوبی ہے شمشیر اس کی تا بہ گردن آب میں

ایسا موقع سیر دریا کا ملا تقدیر سے
کشتیوں پر ہی گزارو سارا ساون آب میں

شکوۂ برق حوادث ہے عبث اے عندلیب
رکھ لیا تھا کیوں نہ پہلے ہی نشیمن آب میں

کیا کریں بحر محبت میں بنے مجبور ہم
جائے ماندن ہے نہ اے دل پائے رفتن آب میں

صندلی رنگت کا مارا ہوں مجھے جب غسل دو
گھول دینا دوستو تھوڑا سا چندن آب میں

آم کھائے ہو تب سیر دریا کا ہے لطف
کوئی بھی کھاتا ہے بریانی مثنجن آب میں

دو صفیں آنکھوں پہ تیری یوں نظر آئیں مجھے
تیرتے ہیں تیر مژگاں جیسے پرفن آب میں

لعل و یاقوت و زمرد کی سمندر میں تلاش
ہے کہاں بدنام ان چیزوں کا معدن آب میں

غزل

جس شخص نے کونین کے سردار کو دیکھا
بے پردہ بس اللہ کے دیدار کو دیکھا

تیرا تو خدا جیسے خریدار کو دیکھا
یوسف کی عبث گرمیٔ بازار کو دیکھا

حُر جیسے نبی زادوں کے سرشار کو دیکھا
اور شمر سے بدبخت سیہ کار کو دیکھا

بوئے گل بستان مدینہ سے معطر
دنیا کے ہر اک گلشن و گلزار کو دیکھا

خالی نہ نظر آیا کوئی حب نبی سے
دیوانہ کو یا عاقل و ہشیار کو دیکھا

معلوم ہوا حضرت صدیق کا رتبہ
قرآں میں جب اذ ہما فی الغار کو دیکھا

صد شکر عطا مجھکو ہوئی دولت دارین
اللہ تیرے محرم اسرار کو دیکھا

اللہ نے جس کو بھی دیا کچھ وہ کرم سے
بندہ کے کبھی اس نے نہ اطوار کو دیکھا

مجبور وہ دارین میں ہرگز نہیں رہتا
گر خواب میں بھی احمد مختار کو دیکھا

بھر آئیں تصور سے نبی کے میری آنکھیں
گلشن میں اگر نرگس بیمار کو دیکھا

کفار تیرے نام کا پڑھنے لگے کلمہ
ٹوٹا ہوا ہر رشتۂ زنار کو دیکھا

کھنچ جاتا ہے آنکھوں میں میری عرش کا نقشہ
روضہ کی تیرے جب در و دیوار کو دیکھا

دیکھا جد امجد کو محمد کے یقینی
واللہ اگر کعبہ کے معمار کو دیکھا

ہم کو پسند آگیا صحرائے مدینہ
زاہد نے مگر تحتہا الانہار کو دیکھا

سجدہ میں گرے ہم تو نہ کعبہ کا رہا ہوش
حضرت کی اگر ابروئے خمدار کو دیکھا

حسنینؓ و علیؓ فاطمہؓ پہ کیوں نہ ہوں قرباں
جب ان کا محب احمد مختار کو دیکھا

وہ کیسے نہ سجدہ کرے چوکھٹ پہ نبی کی
جس شخص نے ابلیس کے انکار کو دیکھا

دیوانہ محمدؐ کا کوئی دیکھا ہے مجھ سا	اے دوستو تم نے بھی تو سنسار کو دیکھا
کیا جن و بشر حور و ملک کا ہے بیاں فکر	مداح نبی حضرت غفار کو دیکھا
والشمس نظر آیا تیرا چہرۂ پُر نور	واللیل تیرے گیسوئے خمدار کو دیکھا
اے سرورِ عالم کبھی سر ہم نے اُٹھایا	سجدہ میں نہ جب تک تیرے دیدار کو دیکھا

بدنام نظر آیا مجھے وہ گل خوبی
صحرائے مدینہ کے اگر خار کو دیکھا

غزل

منتظر کب سے میرے خارِ مغیلاں ہوں گے	آبلے پاؤں کے اب صرفِ بیاباں ہوں گے
فصلِ گل آ ہی گئی وا در زنداں ہوں گے	لب عشاق پہ اب نالۂ و افغاں ہوں گے
گر تبسم سے کبھی وا لب جاناں ہوں گے	خضر بھی دیکھ کے انگشت بدنداں ہوں گے
جن کو ہے عقل خداداد سے بہرہ وہ بُت	بھول کر بھی نہ کبھی حسن پہ نازاں ہوں گے
حد بھی ہوتی ہے ہر ایک بات کی آخر کوئی	خوار کب تک تیرے ہاتھوں دلِ ناداں ہوں گے
جان اور مال کو قربان کیا حضرت پر	کیسے اصحابِ نبیؐ صاحبِ ایماں ہوں گے
شانے سے شانہ ملائے جو پڑے ہیں لاشے	غالباً سب یہ قتیل صفِ مژگاں ہوں گے
اب تو آنسو کا نہیں نام بھی آنکھوں میں تیری	جوش پر ہوں گے کبھی دیدۂ گریاں ہوں گے
جن کے ہاتھوں سے حسین ابن علی قتل ہوئے	مجھے حیرت ہے کہ وہ کیسے مسلماں ہوں گے
زندگی میں تو ہے بادیہ پیما لیکن	بعد مرنے کے بھی ہم گرمِ بیاباں ہوں گے
ہمکو تسلیم ہے یہ دُرِ عدن ہیں مشہور	تیرے ہم پلہ کہیں اے دُرِ دنداں ہوں گے

سو دفعہ ہو جسے اللہ کی رحمت پہ نثار
مجھ سے فرماتے ہیں وہ دیکھنے ہم آئیں گے
جب تک آنکھوں میں ہیں آنسو نہیں قیمت کچھ بھی
فصل گل آئے گی جب دیکھنا داغوں کو میرے
زاہد و دیکھنا اللہ سے اللہ کے سوا
سینکڑوں نعمتیں اللہ نے بخشی ہیں ہمیں
فایدہ پوچھنے سے کیا ہے یوں ہی رہنے دو
نعمت و منزلت ہستیِ موہوم یہ ہے
دیکھکر بولے وہ داغِ جگر و دل میرے
قبر میں مشق کفن ہی سے رہیگی جاری
زندگی ہی میں کرو کل کو ہے کس سے اُمید

یہ خبر تھی ہمیں ہم حافظ قرآں ہوں گے
پُرزے پرزے تیرے جب جیب و گریباں ہوں گے
باہر آنکھوں سے جب آئے در غلطاں ہوں گے
جگر و سینہ و دل رشکِ گلستاں ہوں گے
طالب حور نہ ہم سائل غلماں ہوں گے
وہ کوئی اور ہیں جو بے سر و ساماں ہوں گے
داستاں سُنکے میری آپ پریشاں ہوں گے
کل نہ ہم ہوں گے نہ یہ عیش کے ساماں ہوں گے
خرچ ان زخموں پہ کتنے ہی نمکداں ہوں گے
آستیں ہوگی نہ واں جیب و گریباں ہوں گے
بعد مرنے کے مرتب کہیں دیواں ہوں گے

حسرت و یاس تمنا خلشِ دردِ جگر
یہ ہی بدنام کے مونس شب ہجراں ہوں گے

مخمس از حکیم غُلام مُصطفیٰ صاحب حکیم سہارنپوری

بر غزل نعتیہ بدنام امروہوی

آہ صرف حسرتِ دیدار آنکھیں ہوگئیں
یارسول اللہ نہایت زار آنکھیں ہوگئیں

اہ سوز غم سے شکل خار آنکھیں ہوگئیں
یارسول اللہ میری بیمار آنکھیں ہوگئیں

روتے روتے ہجر میں بے کار آنکھیں ہوگئیں

مجھ کو کیفِ سرمدی آیا میسر خواب میں
وہ نشہ حاصل ہوا رہتا ہوں اکثر خواب میں
بادۂ دیدار سے ساقیِ کوثر آب میں
جب سے دیکھا ہے تمہارا روئے انور خواب میں
دل ہوا ہے مست اور سرشار آنکھیں ہوگئیں

باعثِ زحمت سمجھتا ہوں بتوں کی سیر کو
بیٹھکر کعبہ میں کیوں جاؤں میں اُٹھکر دیر کو
یا محمدؐ کس لئے بدلوں میں شر سے خیر کو
دیکھتی ہرگز نہیں تیرے سوا اب غیر کو
شکر ہے اللہ کا دیندار آنکھیں ہوگئیں

تیرا رونا ہے ستم تیرا تڑپنا ہے غضب
خود بخود وہ سامنے آئیں گے وقت آئیگا جب
صبر کر کیوں کھینچتا ہے اسقدر رنج و تعب
اے دلِ مضطر تمنائیں نکل جائیں گی سب
میری اُن کی گر کسی دن چار آنکھیں ہوگئیں

ہو گریبانِ تصور صورتِ آئینہ چاک
آپ کے دیدار سے اتنا ہو مجھکو انہماک
دیکھتے ہی دیکھتے میں شکل ہو جاؤں ہلاک
یہ تمنا ہے رہوں ہر وقت محوِ روئے پاک
کیا ہوا اگر خواب میں دو چار آنکھیں ہوگئیں

عیش کا اب وقت آیا غم گیا دارین کا
میں ہوا شیدا علیؓ و فاطمہؓ حسنینؓ کا
کیا ٹھکانا ہے میری راحت کا میرے چین کا
دل بنا دیوانہ زلفِ سیدِ کونین کا
محوِ حسنِ احمدؐ مختار آنکھیں ہوگئیں

اللہ اللہ حسنِ اقدس اے شہِ جن و بشر
نورِ وحدت سے چمک اٹھیں میرے قلب و جگر
ہر نفس جلوہ کناں ہیں صورتِ شمس و قمر
آپ کے روئے مبارک پر پڑی جب سے نظر
حق نما مظہرِ انوار آنکھیں ہوگئیں

کردیا رخصت حکیمِ زار نے آرام کو
ہوش میں آئے تو سمجھے کفر اور اسلام کو

مضطرب ہے رات کو دن کو سحر کو شام کو
کچھ نظر آتا نہیں تیرے سوا بدنام کو

وقفِ زلف و ابروئے خمدار آنکھیں ہو گئیں

توشیحات

س — سعادت ازلی سے جو بہرہ مند ہوا
وہی معزز و ممتاز ارجمند ہوا

ی — یہ دیکھو خوبی قسمت کہ اس پر یرد کا
ہر ایک بال مجھے حلقۂ کمند ہوا

د — دلیل ہے یہ میری صادق الیقینی کی
کہ اس کی نظروں رتبہ میرا بلند ہوا

م — مجھے کبھی نہ پریشانیاں اٹھانی پڑیں
نہ مہ جبینوں کی الفت سے کچھ گزند ہوا

ص — صدائے نوحہ فرشتوں نے بھی سنی نہ میری
نہ میرا نالہ کبھی ہجر میں بلند ہوا

و — وہی صداقت واخلاص میرے کام میں ہے
کہ جس سے دل میرا ہر ایک کو پسند ہوا

ر — رہا غلامیٔ سادات کا شرف مجھکو
انہیں کی آتشِ الفت میں دل پسند ہوا

ح — حمایت ان کی ہمیشہ رہی میرے سر پر
کسی نے زہر بھی مجھکو دیا تو قند ہوا

س — سلامتی میری اور میرے دین و ایماں کی
اسی کے ہاتھ میں ہے گر وہ ہوشمند ہوا

ی — یہ حال لکھنے تو بیٹھے ہو حضرت بدنام
بری بنے گی اگر اس کو ناپسند ہوا

ن — ن
نبی کی آل سے الفت ہے دولت دارین
ہر ایک ان کی محبت سے سر بلند ہوا

کچھ نہیں برا ماننے کی بات نہیں

یوسف کے خریداروں میں بڑھیا بھی تھی

س	سر میں اہلِ بیت کے جس شخص کے سودا نہیں	وہ مسلمانوں کے زمرہ میں تو رہ سکتا نہیں
ی	یاد سے اللہ کی غافل کبھی رہتا نہیں	دل ہی وہ بیکار ہے جو حسن کا شیدا نہیں
د	داستانِ عشق کا اب تذکرہ اچھا نہیں	لطف کیا جب شوق سے اسکو کوئی سنتا نہیں
م	مظہرِ نورِ خدا کہئے تو کچھ بیجا نہیں	اور اگر بے ساختہ کہئے خدا زیبا نہیں
ص	صورت و سیرت میں ہے شانِ خدائی کی جھلک	اس ادا کا میں نے کوئی دوسرا دیکھا نہیں
و	وصف خال و خد کی جرات کیسے کر سکتا ہوں میں	علم کا تو عین بھی میں نے کبھی دیکھا نہیں
ر	رونق گلزار حسینؑ و علیؑ ہے نجم تو	اس لئے آنکھوں میں میری دوسرا جچتا نہیں
ح	حسرت و یاس و غم و درد و الم کیوں پاس آئیں	فرد خدام علیؑ میں نام کیا میرا نہیں
س	سب سے بہتر تیری الفت ہے مصور اس لئے	تیرے ہوتے غیر سے الفت کروں زیبا نہیں
ی	یہ تو ہے تسلیم مجھکو علم سے کورا ہوں میں	ہاں مگر شکر خدا گونگا نہیں بہرا نہیں
ن	ناز ہے اس پہ مجھے میں ہوں محب اہل بیت	خانۂ دل میں کوئی ان کے سوا بستا نہیں
ن	نعمت دارین ہے میرے لئے الفت تیری	گرچہ سب کے سامنے کہنا یہ کچھ اچھا نہیں
ج	جاگتے سوتے تمہارا نام ہے لب پر میرے	یا علی تم بن میرا مولا نہیں آقا نہیں
م		

میں بھی ہوں امیدوارِ گوشۂ چشم کرم
دو جہاں میں میں سہارا دوسرا رکھتا نہیں

چند روزہ حسن کی دولت ہوئی تجھکو عطا	شکر حق یہ ہے سخاوت کر سخاوت اے فتا
دل دکھانا تو کسی کا بھی نہیں ہرگز روا	سب یہ دھوکہ ہے لگا کر کان سن اے مہ لقا

اس فریبِ ہستی موہوم پہ ہرگز نہ جا
عبرت انگیزی کو کافی ہے فقط ابسام گل

س	سیرت باقی صورت فانی	بات یہ ہوگئی بہت پرانی
ی	یاور و خالق ایک خدا ہے	اور یہ سب ہے قصہ کہانی
د	دلداری اک ایسا عمل ہے	جس کی خلقت ہے دیوانی
م	مونس ہے نایاب جہاں میں	یار ہزاروں ہیں سیطانی
ع	صورت کے ترکیبی اجزا	خاک اور آگ ہوا اور پانی
و	وصف خدا نے وہ اسے بخشے	جس سے بنی صورت نورانی
ر	راحت و رنج کا لطف دکھایا	زور پہ جس دن آئی جوانی
ح	حیرت میں انسان پڑے ہیں	بڑھی ملائک میں حیرانی
س	سیدھی سی اک بات سنا دیں	دل میں ہے میں نے یہ ٹھانی
ی	یا تو مجھے خدمت میں رکھو تم	ورنہ پھر و تھوڑی حیرانی
ن	نجم سعد و اسعد ہو تم	میں بدنام گدا دہقانی
ن	ناز ہے شمس کو نام سے تیرے	رشک وہ عمر فی خاقانی
ج	جب میں جانوں ابن سخی ہو	سنو میری بپتا میری زبانی
م	ملے مجھے کونین کی دولت	گر ہو نصیب تیری مہمانی

ضروری گذارش

برکات عبیدیہ فی خوارق ہادویہ

صفحہ ۲۵۲ ملفوظات حضرت شہوادسیدان آزادی خواجہ شاہ عبدالہادی متوکل صحرائی

امروہوی جن کی ذات والا محتاج تعارف نہیں تمام عرب وعجم ہندوسندھ وخراسان میں اس سلسلہ کے لاکھوں خادم ہیں مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند شجرہ میں لکھتے ہیں۔ بحق ہادیٔ ہادیٔ پیران۔ امیر دستگیر دستگیران۔ نہایت نفیس کاغذ پر طبع ہوئی ہے۔ اب ۹ ر کے ٹکٹ ارسال کرنے پر مل سکتی ہے۔

حصن غنا یا تعویذ عالم

اوراد وظائف تعویذات، عملیات، نسخہ جات مجربہ کا بہترین ذخیرہ جسمیں موجود ہے صفحہ ۲۵۶ دیدہ زیب لکھائی چھپائی معہ وظیفہ ابجد جو کسی خاندان میں موجود نہیں۔ ۹ ر کے ٹکٹ آنے پر مل سکتی ہے

حدیقہ محبوب

صفحہ ۳۶۰ نہایت قیمتی اعلیٰ درجہ کا کاغذ لکھائی چھپائی نہایت اعلیٰ مجموعہ نظم ونثر بدنام جس کو اردو کی گلستان کہنا زیبا ہے ۱۵ ر کے ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے

زرق بلیغ صفحہ ۳۰ غدق ہرم صفحہ ۴۰

زرق بلیغ میں غزلیات، مناجات۔ قصیدہ رباعیات کا ہر شعر اسی حرف سے شروع ہے جس پر ختم ہے۔ غدق ہرم میں قصائد نعتیہ وتناسب غزلیات رباعیات قابل دید ہیں جس سے ہر شخص مفید اور بہترین سبق حاصل کر سکتا ہے۔ ۸ ر کے ٹکٹ آنے پر بھیجی جاسکتی ہے

یہ سب کتابیں مفت بلکہ ٹکٹ بھی پاس سے لگاکر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہوچکی ہیں۔ بہت تھوڑی جلدیں باقی ہیں لہذا محصول کے ٹکٹوں میں اضافہ کردیا گیا ہے۔ اب بغیر مقررہ ٹکٹ آئے کتاب نہیں بھیجی جاسکتی

عبیداللہ شاہ امروہہ قریشی محلہ یا مجبیہ ضلع امرت سر